The Transitional Program

عبوری پروگرام

LEON TROTSKY

لیون ٹراٹسکی

ترجمہ: فاروق سلہریا

The Objective Prerequisites for a Socialist Revolution
The Proletariat and its Leadership
The Minimum Program and the Transitional Program
Sliding Scale of Wages and Sliding Scale of Hours
Trade Unions in the Transitional Epoch
Factory Committees "Business Secrets" and Workers' Control of Industry
Expropriation of Separate Groups of Capitalists
Expropriation of the Private Banks and State-ization of the Credit System
The Picket Line—Defense Guards/Workers' Militia—The Arming of the Proletariat
The Alliance of Workers and Farmers
The Struggle Against Imperialism and War
Workers' and Farmers' Government
Soviets
Backward Countries and the Program of Transitional Demands
The Program of Transitional Demands in Fascist Countries
The USSR and Problems of the Transitional Epoch
Against Opportunism and Unprincipled Revisionism
Against Sectarianism
Open the Road to the Woman Worker! Open the Road to the Youth!
Under the Banner of the Fourth International!

سوشلسٹ انقلاب کے لئے معروضی حالات

عالمی سطح پر سیاسی صورت حال یہ ہے کہ پرولتاری قیادت اس وقت ایک تاریخی بحران کا شکار ہے۔ پرولتاری انقلاب کے لئے عمومی طور پر جس اقتصادی صورت حال کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنے نقطہ عروج پر پہنچ چکی ہے۔ انسانیت کی پیداواری صلاحیتیں جامد ہیں۔ نت نئی ایجادات اوران ایجادات میں بہتری مادی دولت کی سطح کو بہتر کرنے میں نا کام رہی ہیں۔ سارے سرمایہ دارانہ نظام کے اندر جو معاشرتی بحران پیدا ہو چکا ہے اس نے عوام کی محرومیوں اور مصیبتوں میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ بڑھتی ہوئی بے روزگاری نے معاشی بحران اور ریاست کے غیر مستحکم مالیاتی نظام کو مزید مشکلات میں مبتلا کر دیا ہے۔ جمہوری اور فاشسٹ غرض دونوں طرح کی حکومتیں دیوالئے پن کا شکار ہیں۔

بورژوازی کو خود کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ ان ممالک میں جہاں فاشزم کی صورت میں آخری پتہ کھیلا گیا تھا وہاں بھی نظام معاشی اور فوجی تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ وہ ممالک (مثلاً برطانیہ، فرانس، ریاستہائے متحدہ امریکہ وغیرہ) جو تاریخی طور پر مراعات یافتہ ہیں، جہاں بورژوازی قومی دولت کے بل بوتے پر ابھی کچھ عرصہ جمہوریت کی عیاشی کی متحمل ہو سکتی ہے، وہاں بھی روایتی سرمایہ دار پارٹیاں کشمکش کا شکار ہیں اور کچھ فیصلہ نہیں کر پا رہیں۔ ''نیا معاہدہ'' (New Deal) اپنے پہلے مرحلے کے نمائشی استحکام کے باوجود سیاسی کشمکش کی ہی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ Deal وہیں کامیاب ہو سکتی جہاں بورژوازی کے پاس بے انتہا قومی دولت ہو۔ موجودہ بحران سے جو ابھی پورے طور پر دیوالیہ نہیں ہوا، یہ بات سامنے آتی ہے کہ ''نیا معاہدہ'' سیاسی معاشی مسائل کا حل نہیں ہے۔ فرانس میں بننے والے پاپولر فرنٹ سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ عالمی تعلقات بھی کسی اچھی صورت حال کے غماض نہیں ہیں۔ شکست و ریخت کا شکار سرمایہ داری نظام دن بدن دباؤ کا شکار ہے، جس کے باعث سامراجی دشمنیاں نا قابل حل مشکل سے دوچار ہیں۔ جس کے نتیجے میں چھوٹے چھوٹے علاقائی جھگڑے (ایتھوپیا، سپین، مشرق بعید، وسطی یورپ) ایک نہ ایک دن لازماً عالمی سطح پر آتش زدگی کا باعث بنیں گے۔ بلاشبہ بورژوازی بھی اسی خطرے کو محسوس کر رہی ہے کہ اس کی بالا دستی کو ایک نئی جنگ درپیش ہے جس کو وہ آج 1914ء کی نسبت روکنے میں زیادہ نا اہل ثابت ہو رہی ہے۔ یہ تمام بکواس کہ سوشلزم کے لئے حالات تیار نہیں ہیں، صرف شعوری دھوکہ دہی یا کم علمی کا اظہار ہے۔ پرولتاری انقلاب کے لئے نہ صرف یہ کہ حالات ''پک'' کر تیار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ بلکہ اب تو وہ باسی ہو رہے ہیں، اگلے تاریخی دور میں اگر سوشلسٹ انقلاب نہ آیا تو تہذیب انسانی بہت بڑی تباہی کا شکار ہونے والی ہے۔ اب ذمہ داری پرولتاری یعنی اس کے محافظ دستے پر ہے۔ انسانیت کا تاریخی بحران اب پرولتاری قیادت کے بحران تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

پرولتاریہ اور اس کی قیادت

بورژوا ریاست، معیشت، سیاست اور عالمی تعلقات اس وقت معاشرتی بحران کا شکار ہیں۔ یہ صورت حال معاشرے میں قبل از انقلاب والی حالت ہوتی ہے۔ اس قبل از انقلاب کی کیفیت کو انقلابی کیفیت میں بدلنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پرولتاری قیادت کی موقع پرستی ہے اور بورژوا، اس کی پیٹی بورژوانہ بزدلی اور پیٹی بورژوا سے اس کے تعلقات جن کو وہ سرمایہ دارانہ نظام کی حدت کی تکلیف کے وقت بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ تمام ممالک میں پرولتاریہ اس وقت شدید بے چینی کا شکار ہیں۔ عوام کے ہجوم بار بار انقلاب کی طرف مارچ کرتے ہیں لیکن ہر بار ان کی راہ میں ان کی اپنی ہی رجعت پسند بیوروکریسی حائل ہو جاتی ہے۔

ہسپانوی پرولتاریہ نے اپریل 1931ء سے لے کر اب تک اقتدار اور معاشرے کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لینے کی بار بار کوشش کی ہے۔ لیکن ہر بار پرولتاریہ کی اپنی ہی جماعتیں (سوشل ڈیموکریٹ، سٹالنسٹ، انارکسٹ، پوم اسٹ) سب نے اپنے اپنے انداز میں انقلاب کی راہ روکی اور یوں فرانکو کی کامیابی کی راہ ہموار کی۔

فرانس میں جون 1936ء کے دوران ''دھرنا مار'' ہڑتالوں کی لہر نے بار بار اس بات کو ثابت کیا کہ پرولتاریہ سرمایہ دارانہ نظام کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے بے چین ہے۔ لیکن پاپولر فرنٹ کے بینر تلے راہنما (سٹالنسٹ، سینڈکلسٹ اور سوشلسٹ) تنظیموں نے وقتی طور پر انقلابی کیفیت کو ختم کر دیا۔

امریکہ میں ''دھرنا مار'' ہڑتالوں کی بے مثال مقبولت اور یونین سازی کے حیران کن بڑھتے ہوئے عمل نے بھی یہ بات ثابت کی کہ امریکی مزدور نے فطری طور پر اپنے اس فرض کو پہچان لیا ہے جو تاریخ نے اسے سونپا ہے۔ لیکن وہاں بھی نمائندہ سیاسی تنظیمیں جن میں نئی قائم ہونے والی سی آئی او (CIO) بھی شامل ہے۔ عوام کے انقلابی دباؤ کو مفلوج کرنے کے لئے جو بن پڑتا ہے کرتی ہے۔ کمنٹرن نے جو بورژوانہ رنگ وروپ اختیار کر لیا ہے اور دنیا بھر میں جس ردِ انقلاب کردار کا مظاہرہ کر رہی ہے بالخصوص سپین، فرانس، امریکہ اور دوسرے ''جمہوری'' ممالک میں اس نے جو کردار ادا کیا ہے اس کے باعث دنیا بھر کے پرولتاری طبقے کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ انقلاب اکتوبر کا پرچم تھامے پاپولر فرنٹ جو سیاست کر رہا تھا اس نے فاشزم کے لئے راستہ صاف کیا اور مزدور ریاست کو ناکارہ بنا دیا۔

ایک طرف ''پاپولر فرنٹ'' اور دوسری طرف فاشزم بورژوازی کے پاس پرولتاری انقلاب روکنے کے لئے بس یہی دو ہتھیار رہ گئے ہیں۔ تاریخی نقطہ نگاہ سے یہ رکاوٹیں محض وقتی رکاوٹیں ہیں۔ سرمایہ داری کا انحطاط جاری ہے۔ فرانس میں یہ عمل Phrygian کے پرچم تلے ہو رہا ہے اور جرمنی میں اس کا نشان Swastika ہے۔ جب تک بورژوازی سے مکمل نجات حاصل نہیں کر لی جاتی تب تک منزل نہیں ملے گی۔

عوام کی سیاست کا تعین دو چیزوں سے ہوتا ہے اولاً سرمایہ داری کی زوال پذیری سے اور دوم پرانی مزدور پارٹیوں کی غدارانہ سیاست سے! ان دو عناصر میں سے جو پہلا عنصر ہے وہ انتہائی حیران کن ہے۔ تاریخ کے اصول بیوروکریٹک چالوں سے زیادہ جاندار ہوتے ہیں۔ BLUM کی ''معاشرتی'' آئین سازی ہو یا سٹالن کا عدالتی نظام کوئی چیز بھی ان اصولوں کا توڑ نہیں کرسکتی اور پرولتاریہ کی انقلابی جبلت کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تاریخ کا پہیہ الٹا گھمانے کی جو کوشش یہ لوگ کر رہے ہیں وہ ناکام ہو جائے گی اور جب پرولتاری قیادت کا بحران انسانی تہذیب کا بحران بن جائے گا تو عوام دیکھیں گے کہ اس بحران کا حل چوتھی انٹرنیشنل کے پاس ہے۔

کم از کم پروگرام اور عبوری پروگرام

آنے والے دور میں جو کہ احتجاج، پراپیگنڈہ اور تنظیم سازی کے لئے قبل از انقلاب دور ہے **سٹریٹجک** فریضہ اس دور میں اس تضاد پر قابو پانا ہے جو انقلاب کے لئے معروضی حالت موزوں ہونے اور پرولتاری کے شعور کی عدم پختگی کی صورت میں موجود ہے۔ (پرانی نسل کی پریشانی، نئی نسل کی ناتجربہ کاری) یہ بہت ضروری ہے کہ عوام کو ان کی روزمرہ کی جدوجہد میں وہ رابطہ تلاش کرنے میں مدد دی جائے جو موجودہ تقاضوں اور سوشلسٹ انقلاب کے درمیان موجود ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک ایسا پروگرام دیا جائے جو مزدوروں کے موجودہ شعور کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہو اور جو موجودہ تقاضوں کو پورا کرے اور اس پروگرام کا حتمی مقصد یہ احساس دلانا ہو کہ پرولتاریہ کو اقتدار پر قبضہ کرنا ہے۔

کلاسیکل سوشل ڈیموکریسی، جو کہ ترقی پسند سرمایہ داری نظام کے دور میں کام کر رہی تھی اس نے اپنے پروگرام کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور یہ دونوں حصے ایک دوسرے سے علیحدہ تھے۔ کم از کم پروگرام جس کا مقصد تھا بورژوا معاشرے میں ممکن حد تک اصلاحات اور ''زیادہ سے زیادہ'' جس کا مقصد تھا سرمایہ داری کے مقابلے پر ایک غیر معینہ مدت میں سوشلسٹ نظام دینا۔ ان دونوں پروگراموں کے بیچ کوئی پل موجود نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ سوشل ڈیموکریسی کو ایسے کسی پل کی ضرورت بھی نہیں۔

کمنٹرن ایک ایسے دور میں سوشل ڈیموکریسی کے لئے جدوجہد کر رہی ہے جو سرمایہ داری نظام کا دور انحطاط ہے۔ ایسے دور میں اصلاحات کے ذریعے عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کی بات ہو سکتی ہے اور نہ ہی پرولتاریہ کے اہم مطالبوں کو پورا کرنا بلکہ پیٹی بورژوازی کے اہم مطالبوں کو پورا کرنا اس نظام کے بس میں ہے۔

چوتھی انٹرنیشنل کا کام اصلاحات نہیں بلکہ سرمایہ داری کو ختم کرنا ہے۔ اس کا سیاسی نصب العین یہ ہے کہ

پرولتاریہ اقتدار پر قبضہ کرے تاکہ بورژوازی کو ختم کیا جائے لیکن اس نصب العین کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ حکمت عملی کے ہر پہلو کا اچھی طرح تفصیلی جائزہ لیا جائے۔ پرولتاریہ کے ہر شعبے ہر حصے اور ہر سطح کو انقلابی عمل میں شامل کیا جائے۔ موجودہ دور کی خصوصیت یہ نہیں کہ اس نے انقلابی پارٹیوں کو روزمرہ کے کاموں سے چھٹکارہ دلا دیا ہے بلکہ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے کاموں کو اصل انقلابی جدوجہد کے ساتھ جاری رکھا جا سکتا ہے۔

چوتھی انٹرنیشنل پرانے minimum (کم ازکم) پروگرام سے بالکل دست بردار نہیں ہو رہی جہاں تک یہ پروگرام کام دے سکتا ہے، اس سے کام لیا جائے گا۔ بلاشبہ یہ مزدوروں کے جمہوری حقوق کے حصول کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اس پروگرام کو انقلابی جدوجہد آگے بڑھانے کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ اس پرانے کم ازکم پروگرام کا قدم قدم پر زوال پذیر سرمایہ داری سے تصادم ہوتا رہتا ہے۔ اسی عرصے کے لئے چوتھی انٹرنیشنل نے ایک ''عبوری مطالبے'' پیش کئے ہیں جن کا مقصد یہ ہوگا کہ یہ زیادہ کھل کر سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف جدوجہد کو آگے بڑھائیں گے۔ ہر ''عبوری پروگرام'' پرانے ''کم ازکم پروگرام'' سے ایک اگلا قدم ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو پرولتاری انقلاب کے لئے مرحلہ وار متحرک کیا جائے۔

تنخواہوں اور اوقات کار کے سلائڈنگ سکیل

سرمایہ داری زوال کے دور میں عوام ایک غلام کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ آج ان کی حالت بھیک منگوں جیسی ہو رہی ہے۔ عوام اگر اپنی اجرت میں اضافہ نہیں کر سکتے تو کم ازکم موجودہ اجرت کا دفاع تو نہیں کرنا چاہئے۔ اس وقت نہ تو اس چیز کی ضرورت ہے نہ ہی موقع کہ قومی یا علاقائی اور ٹریڈ یونین کے ثانوی مسئلوں کو اٹھایا جائے جو بار بار سامنے آتے رہتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان دو بنیادی معاشی مسئلوں کا ذکر چھیڑا جائے جو انتہائی بنیادی ہیں اور جو سب مسئلوں کی جڑ ہیں اور وہ دو مسئلے ہیں بے روزگاری اور مہنگائی۔ ان مسئلوں کو نعروں اور جدوجہد کی بنیاد بنایا جائے۔

چوتھی انٹرنیشنل سرمایہ داروں اور ان کے اصلاح پسند ایجنٹوں کی سیاست کے خلاف غیر مشروط جنگ کا اعلان کرتی ہے کیونکہ اس سیاست کے نتیجے میں جنم لینے والے بحران سے ملٹری ازم، مالیاتی خسارے اور سرمایہ دارانہ نظام کی دیگر تمام لعنتوں کا بوجھ محنت کشوں پر پڑتا ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل کا مطالبہ ہے، 'تمام انسانوں کے لئے بہتر معیار زندگی اور روزگار''۔

افراط زر اور استحکامیت ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں اور ان مبنی نعرے پرولتاریہ کے لئے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ ایک ایسے وقت میں کہ جب قیمتیں بڑھ رہی ہوں اور ممکنہ جنگ کی صورت میں ان میں مزید اضافہ ہو

جائے گا تو ایک ہی نعرہ جدوجہد کی بنیاد ہوسکتا ہے اور وہ ہے ''حالات کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی تنخواہیں'' اس کا مطلب ہے کہ ایک ایسا اجتماعی معاہدہ جس کا مقصد یہ ہوگا کہ قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ہی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو۔

استحصال پر مبنی معاشرے میں روزگار کا حق وہ واحد سنجیدہ حق ہے جو مزدوروں کے پاس باقی رہ گیا ہے اس سے ہر قدم پر یہ چھینا جا رہا۔ اس بے روزگاری کے زمانے میں جدوجہد کے لئے حالات ''Structural'' اور ''Conjunctural'' دونوں لحاظ سے نہایت موزوں ہیں۔ ان حالات میں ساتھ ہی ساتھ کام کے اوقات کار میں کمی کا نعرہ بھی نہایت برمحل ہوگا۔ ٹریڈ یونین اور دوسری تنظیموں کو چاہیئے کہ محنت کشوں اور بے روزگاروں کو ایک جگہ مشترکہ ذمہ داری کے لئے متحد کریں۔ یوں جتنا بھی کام ہوگا وہ محنت کشوں کے درمیان تقسیم ہو جائے گا۔ ہر مزدور کی اوسط تنخواہ اتنی ہی رہے گی جتنی کے پرانے دور میں تھی۔ کم از کم پروگرام کے تحت ملنے والی تنخواہ کا تعلق مہنگائی سے ہوگا۔ موجودہ تباہ کن دور میں اس کے علاوہ کوئی بھی اور پروگرام قابل قبول نہیں۔ دولت منداوران کے حواری اس پروگرام کو ''نا قابل عمل'' قرار دینے کی کوشش کریں گے۔ چھوٹے چھوٹے سرمایہ دار، بالخصوص جو دیوالیہ ہو چکے ہیں اپنے کھاتوں کا حوالہ دیں گے۔ محنت کش جمع تفریق کے اس گورکھ دھندے کو رد کرتے ہیں۔ سوال یہ نہیں ہے کہ ''معمول'' کے متضاد مفادات آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پرولتاریہ کو تباہی سے بچایا جائے؟ یہ سوال ہے تخلیق کرنے والے ترقی پسندانہ طبقے کی زندگی اور موت کا! اور یوں ہے یہ سوال ہے پوری انسانیت کا! اگر سرمایہ داری اپنے ہی نظام کی دی ہوئی لعنتوں کا ازالہ نہیں کرسکتی تو اس نظام کو تباہ ہونا چاہیئے۔

''قابل قبول'' یا ''نا قابل قبول'' ہونے کا تعلق طاقتوں کے باہمی تعلق سے ہے جس کا جواب فقط جدوجہد ہے۔ اس جدوجہد کا نتیجہ کچھ بھی ہو لیکن اس کے نتیجے میں محنت کشوں کو یہ احساس ضرور ہو جائے گا کہ سرمایہ داری سے نجات حاصل کی جائے۔

عبوری دور میں ٹریڈ یونین کا کردار

عبوری اور جزوی مطالبات کے دور میں محنت کشوں کو پہلے سے کہیں زیادہ عوامی تنظیموں بالخصوص ٹریڈ یونینوں کی ضرورت ہے۔ فرانس اور امریکہ میں جس بھر پور طریقے سے ٹریڈ یونین پھلی پھولی ہے اس نے دائیں بازو کے انتہا پسندوں کی یہ منطق بالکل غلط ثابت کر دی ہے کہ ٹریڈ یونین کی اہمیت اب ختم ہو چکی ہے۔

جدوجہد کسی بھی محاذ پر ہو رہی ہو، بالشویک لیننسٹ ہمیشہ اس جدوجہد کا ہراول دستہ ہوتے ہیں۔ چاہے یہ جدوجہد عمومی قسم کے جمہوری حقوق (یا معمولی قسم کے مفاد) کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ بالشویک عوام ٹریڈ یونین میں

بھرپور حصہ لیتے ہیں تا کہ انہیں مضبوط کیا جاسکے اوران کی مزاحمت میں اضافہ کیا جاسکے۔ وہ ہراس کوشش کے خلاف (غیرمشروط) مزاحمت کرتے ہیں جس کا مقصد ٹریڈ یونین کو بورژوا ریاست کا زیرنگیں بنانا ہواس قسم کا کام کرنے سے یہ ممکن ہے کہ سٹالنسٹ سٹائل کے اصلاح پسندوں کے خلاف جدوجہد کی جاسکے۔ انقلابی یونین کو پارٹی میں دوسرا درجہ دینے کی کوششوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پرولتاری قیادت کی جدوجہد کا نقصان کیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ اصول بنالیا جائے کہ ٹریڈ یونین جدوجہد سے علیحدگی جو درحقیقت انقلاب سے بغاوت ہے اور اس جدوجہد سے علیحدگی رکھنے والے کو چوتھی انٹرنیشنل کی رکنیت نہیں دی جائے گی۔

ساتھ ہی ساتھ چوتھی انٹرنیشنل ٹریڈ یونین کو ٹریڈ یونین تک محدود کرنے کو رد کرتی ہے جو کہ ٹریڈ یونینسٹ اور سنڈیکلسٹ (Syndicalist) دونوں کی خاصیت ہے۔

(a) ٹریڈ یونین اپنی ساخت، کام کی نوعیت اور رکنیت سازی کے اعتبار سے کوئی حتمی انقلابی پروگرام نہیں دے سکتی اور نہ ہی وہ پارٹی کی متبادل ہوسکتی ہے (چوتھی انٹرنیشنل کے سیکشن کے طور پر) قومی انقلابی پارٹیوں کی تشکیل عبوری دور کا اہم ترین کام ہے۔

(b) ٹریڈ یونین چاہے کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو، محنت کش طبقے کا 20 یا 25 فیصد تک اس کا حصہ بنتا ہے اور یہ طبقہ وہ ہوتا ہے جو زیادہ تر ہنرمند اور نسبتاً مراعات یافتہ ہوتا ہے۔ محنت کش طبقے کا پسا ہوا طبقہ زیادہ تر اس وقت جدوجہد کا حصہ بنتا ہے جب کوئی غیرمعمولی بغاوت سامنے آئے۔ ایسے موقعوں پر ضروری ہوتا ہے کہ ایڈہاک تنظیمیں قائم کی جائیں جو جدوجہد کرتی ہوئی تمام عوام کو ساتھ لے کر ہڑتال، کمیٹیاں اور فیکٹری کمیٹیاں تشکیل دیں اور آخر میں سوویتیں تشکیل دیں۔

(c) ماضی کے تمام تجربات کی روشنی میں اور پھر حال ہی میں سپین میں سامنے آنے والی انارکوسینڈکلسٹ یونینوں کے تجربے کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ انہوں نے بورژوا ڈیموکریٹک حکومتوں کے ساتھ مفاہمت کے رجحانات تعمیر کئے۔

شدید طبقاتی جدوجہد کے دوران ٹریڈ یونینوں کے نمائندہ حلقے عوامی جدوجہد کے مالک بن جاتے ہیں تا کہ اسے بے اثر بنادیا جائے۔ عام طور پر ہڑتالوں کے دوران اور خاص کر ایسے ''دھرنا مار'' احتجاجوں کے درمیان کہ جو بورژوا نظام کی بنیادیں ہلا دیتے ہیں۔ درج بالا بات مشاہدے میں آئی ہے جنگ یا انقلاب کے دوران جب بورژوازی سخت مشکلات میں مبتلا ہوتی ہے، اکثر ٹریڈ یونین لیڈر بورژوازی کے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

لہٰذا چوتھی انٹرنیشنل کا یہ فرض ہوگا کہ وہ نہ صرف اہم اور نازک اوقات میں موقع پرست اور روایتی ٹریڈ یونین قیادت کو تبدیل کرے بلکہ نئی انقلابی تنظیموں کی تشکیل بھی کرے، جن کا مقصد بورژوا ریاست کے خلاف

عوامی جدوجہد میں حصہ لینا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو ٹریڈ یونین کی رجعت پسند قیادت سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

اگر یہ حرکت ایک جرم ہے کہ چھوٹے چھوٹے گروہ بنانے کے لئے عوامی پارٹیوں سے منہ پھیر لیا جائے تو یہ حرکت بھی ایک جرم ہے کہ انقلابی عوامی جدوجہد کو رجعت پسند قیادت کے حوالے کر دیا جائے۔ٹریڈ یونینیں آخری منزل نہیں ہیں بلکہ وہ پرولتاریہ انقلاب کی جانب جانے والا ایک راستہ ہیں۔

فیکٹری کمیٹیاں

عبوری دور کے دوران محنت کش تحریک کوئی باقاعدہ کردار رکھنے کی بجائے پر جوش کردار کی حامل ہوتی ہے۔تنظیم اور نعرے دونوں ہی تحریک کے تابع ہونے چاہئیں جس طرح طاعون پھیلنے کی صورت میں غیر معمولی اقدامات کئے جاتے ہیں بالکل اسی طرح قیادت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ عوام کو ترغیب دینے کے لئے انتہائی چابکدستی سے کام لے۔

''دھرنا مار'' ہڑتال جو ایک نیا طریقہ اظہار ہے۔عمومی سرمایہ دارانہ حدود سے باہر کی چیز ہے۔ ہڑتالیوں کے عمومی مطالبات سے ماورا ہو کر اگر وقتی طور پر فیکٹریوں پر قبضہ کر لیا جائے تو سرمایہ داری پر ایک کاری ضرب ہوتی ہے۔ ہر دھرنا مار ہڑتال عملی طور پر یہ سوال ابھارتی ہے کہ فیکٹری کا مالک کون ہے؟ مزدور یا سرمایہ دار؟ اگر دھرنا مار ہڑتال اس سوال کو جنم دیتی ہے تو فیکٹری کمیٹی اس سوال کا باقاعدہ اظہار کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔تمام فیکٹری مزدوروں کی منتخب تنظیم کے تابع ہونے کے ناطے سے فیکٹری کمیٹی انتظامیہ کے متبادل کا کام سرانجام دیتی ہے۔

اصلاح پسندوں کی تنقید کے مقابلے پر ہم فیکٹری کمیٹیوں کا نعرہ دیتے ہیں اور یہ کہ فیکٹری کمیٹی ہی جدوجہد کا مرکز ہے۔

ٹریڈ یونین بیوروکریٹس عمومی طور پر فیکٹری کمیٹی کی تشکیل کی مخالفت بالکل اسی طرح کریں گے جس طرح وہ عوام کو متحرک کرنے کی ہر کوشش کی مخالفت کرتے ہیں۔ بہر حال جس قدر اس تحریک کا دائرہ کار وسیع ہوگا اسی قدر اس مخالفت کو کچلنا آسان ہوگا۔فیکٹری کمیٹی ٹریڈ یونین کے دائرہ کار میں وسعت لائے گی اور اس میں ایک نیا رنگ بھر دے گی۔فیکٹری کمیٹی کا سب سے اہم کام یہ ہوگا کہ وہ محنت کش طبقے کی اس سطح کو حرکت میں لائے گی جسے ٹریڈ یونین عام طور پر متحرک نہیں کر پاتی۔ عام طور پر اسی غیر متحرک محنت کش طبقے سے ہی بے غرض انقلابی جنم لیتے ہیں کو کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔

فیکٹری کمیٹی کے جنم لیتے ہی فیکٹری میں دو طاقتیں سامنے آجاتی ہیں۔فیکٹری کمیٹی کی روح ہی یہ ہوتی ہے

کہ یہ عبوری دور کی نمائندہ ہوتی ہے کیونکہ یہ دو طاقتوں کی موجودگی کا اظہار ہوتی ہے۔ اول سرمایہ دار، دوم پرولتاریہ۔ فیکٹری کمیٹی کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ اگر انقلاب کی طرف نہیں تو کم ازکم قبل از انقلاب والی حالت کی جانب ضرور لے جاتی ہے۔ مختلف ملکوں میں مارے جانے والے دھرنے اس بات کا ثبوت ہیں کہ فیکٹری کمیٹی کا نظریہ نہ تو مصنوعی ہے نہ ہی قبل از وقت مستقبل قریب میں اس کی ایک نئی لہر آنے والی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ فیکٹری کمیٹیوں کے حق میں بروقت ایک مہم چلائی جائے تاکہ یہ نہ ہو کہ بے خبر مارے جائیں۔

بزنس سیکرٹ اور صنعت پر مزدوروں کا کنٹرول

لبرل سرمایہ داری جو مقابلے اور فری ٹریڈ کی بنیاد پر قائم تھی، قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ لبرل سرمایہ داری کی نئی شکل اجارہ دارانہ سرمایہ داری نے نہ صرف یہ کہ مارکیٹ کی انارکی کو کم نہیں کیا بلکہ اسے ایک خاص جھنجھوڑ دینے والے کردار کا حامل بنا دیا ہے۔

معیشت پر ''کنٹرول'' اور ریاستی ''رہنمائی''، ''منصوبہ بندی'' کی اہمیت تو اب ہر بورژوا اور پیٹی بورژوا ریاست، چاہے وہ سوشل ڈیموکریٹ ہو یا فاشسٹ، سبھی اس کو تسلیم کر رہے ہیں فاشسٹوں کے نزدیک تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ''منصوبہ بندی'' کے ساتھ عوام کی دولت کو فوجی مقاصد کے لئے برباد کیا جائے۔ سوشل ڈیموکریٹ انارکی کے سمندر سے بچنے کے لئے بیوروکریٹک ''پلاننگ'' کرتے ہیں۔ انجینئرز اور پروفیسرز ''ٹیکنوکریسی'' کے بارے میں مضامین لکھتے ہیں ''ریگولیشن'' کے نام پر کئے جانے والے بزدلانہ تجربات کی صورت میں جمہوری حکومتیں دیوالیہ پن کی طرف جا رہی ہیں۔

استحصال کرنے والوں اور جمہوری ''کنٹرولرز'' کے باہمی تعلق کی خاص بات یہ حقیقت ہے کہ معزز ''اصلاح پسند'' سرمایہ داروں کے کاروباری رازوں کو جاننے کا حق نہیں دیتے۔ سرمایہ دار کی دولت اس کا کاروباری راز ہے کا اصول تھوپا جاتا ہے جسے جاننے کا حق معاشرے کو نہیں دیا جاتا۔ لبرل سرمایہ داری کے دور کی طرح آزاد مقابلہ بازی کے دور میں بزنس سیکرٹ رکھنے کا جواز حیران کن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اعتبار کی وجہ سے کوئی چیز بھی راز نہیں رہتی۔ سرمایہ داروں کے یہ کاروباری راز جو معاشرتی مفادات کے خلاف ہیں، دراصل اجارہ دارانہ سرمایہ داری کا جزو ہیں۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ذرائع پیداوار کے پرائیویٹ املاک پیدا کرنے والے اور استعمال کرنے والے سے پیداوار چھپاتے رہیں گے۔ اس ''کاروباری راز'' کا خاتمہ صنعت پر کنٹرول کی جانب پہلا قدم ہوگا۔

جس طرح سرمایہ دار کو حق ہے اسی طرح مزدوروں کو بھی پورا حق ہے کہ وہ نہ صرف فیکٹری کے ''رازوں''

سے آگاہ ہوں بلکہ اپنے ٹرسٹ اور صنعت کے ساتھ ساتھ ساری قومی اقتصادیات سے واقف ہوں۔ بنکوں، بھاری صنعت اور ٹرانسپورٹ پر ورکروں کی نظر ہونا بہت ضروری ہے۔

ورکرز کنٹرول کا فوری کام یہ ہوگا کہ کریڈٹ اور ادھار کے بارے میں سب کو آگاہ کیا جائے۔ سرمایہ داروں کی جانب سے انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک جو استحصال کیا جاتا ہے اسے بے نقاب کیا جائے۔ بینکوں اور ٹرسٹوں میں ہونے والے فراڈ بے نقاب کئے جائیں اور پورے معاشرے کو بتایا جائے کہ سرمایہ داری کس طرح سے منافع کی خاطر انسانی محنت کا استحصال کرتی ہے۔

بورژوا ریاست کا کوئی عہدیدار بھی یہ کام نہیں کر سکتا چاہے اسے کتنا زیادہ اختیار ہی کیوں نہ دے دیا جائے۔ صدر روز ویلٹ جس طرح 60 خاندانوں اور وزیر اعظم بلم (BLUM) جس طرح 200 خاندانوں کے سامنے بے بس تھے وہ اس بات کا عمدہ ثبوت ہے۔ استحصال کرنے والوں کی مزاحمت ختم کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ پرولتاریہ کی جانب سے دباؤ ڈالا جائے۔ صرف فیکٹری کمیٹیوں کی صورت میں ہی پیداوار پر کنٹرول حاصل کیا جا سکتا ہے۔ فیکٹری میں کام کرنے والے سائنس دان، اکاؤنٹنٹ اور شماریات دان وغیرہ ٹیکنوکریٹ کی بجائے کنسلٹنٹ (Consltant) کے طور پر کام میں لائے جا سکتے ہیں۔

بے روزگاری کے خلاف جدوجہد اس وقت تک زیر غور نہیں آ سکتی جب تک ''عوامی کاموں'' کے لئے ایک وسیع اور بہادر تنظیم نہ ہو۔ لیکن یہ عوامی کام معاشرے کے لئے مسلسل سودمند ثابت ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ایک مخصوص عرصے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت عمومی جدوجہد کا حصہ ہوں۔ اسی طرح کی جدوجہد میں ہی ممکن ہے کہ وہ کارخانے جو بحران کے نتیجہ میں بند ہو جائیں وہاں مزدور کام کی بحالی کا مطالبہ کریں۔ ایسی ہی صورت میں مزدوروں کا کنٹرول مکمل ہو سکے۔

کسی بھی معاشی پلان کی تشکیل استحصال کرنے والوں کے نہیں بلکہ ان لوگوں کے نقطہ نگاہ سے ہو جن کا استحصال کیا جاتا ہے اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مزدوروں کا کنٹرول نہ ہو اور سارے عمل پر ان کی نظر نہ ہو۔ کاروبار کی مختلف شاخیں اور مختلف صنعتوں کی نمائندہ کمیٹیاں ایک کانفرنس میں مل بیٹھیں اور مل بیٹھ کر مختلف صنعتوں اور ٹرسٹوں کے لئے متعلقہ کمیٹیوں کا انتخاب کریں اور یوں ورکرز کنٹرول ایک باقاعدہ معاشی سکول کی شکل اختیار کر جائے گا۔ کنٹرول کی صورت میں جو تجربہ حاصل ہوگا پرولتاریہ اس تجربے کی بنیاد پر وقت آنے پر صنعت کے تمام معاملات چلا سکے گا۔

درمیانے اور نچلے درجے کے وہ سرمایہ دار جو تنخواہیں کم کرنے کی غرض سے اپنا تمام حساب کتاب مزدوروں کے سامنے رکھ دیتے ہیں، ان کے لئے مزدوروں کو جواب یہ ہوتا ہے کہ وہ چند دنوں میں دیوالیہ ہونے والے ہیں۔

مزدور سرمایہ داروں کے نہیں بلکہ تمام استحصال کرنے والوں کے کھاتے دیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ مزدور اپنے حالات زندگی کو کسی ایسے دیوالیہ سرمایہ دار کی خاطر پس پشت نہیں رکھ سکتے جو خود اپنے ہی نظام کا شکار ہو۔ اگر ''کاروباری رازوں'' کا خاتمہ ورکرز کنٹرول کی جانب پہلا قدم ہے تو ورکرز کنٹرول سوشلسٹ انقلاب کی جانب پہلا قدم ہے۔

سرمایہ داروں کے علیحدہ گروپوں کا خاتمہ

بورژوازی سے سیاسی نجات اور ان کی اقتصادی اجارہ داری کے خاتمے کا جو سوشلسٹ پروگرام ہے وہ کسی طرح بھی موجودہ عبوری دور میں ہماری پیش قدمی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے اور جب بھی موقع ملے صنعت کی ایسی اہم شاخوں کو قومیانے کا مطالبہ کرنا چاہئے کہ جس سے بورژوا طبقہ کا وجود خطرے میں پڑ جائے۔

لہٰذا وہ معزز جمہوریت پسند جو ریاستہائے متحدہ کے ''60 خاندانوں'' یا فرانس کے ''200 خاندانوں'' کی آمریت کی بات کرتے ہیں تو اس کے مقابلے پر ہم ان کے جواب میں 200 یا 60 خاندانوں کی اجارہ داری کے خاتمے کی بات کرتے ہیں۔

اس طرح ہم ایسی کارپوریشنوں کی اجارہ داری کے خاتمے کی بات بھی کرتے ہیں جنہوں نے اسلحہ سازی کی صنعت، ریل اور خام مال وغیرہ پر اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ ان مطالبات اور گومگو اصلاح پسندانہ ''نیشنلائزیشن'' کا فرق یوں ہے:

1۔ ہم تاوان کو یکسر رد کرتے ہیں

2۔ ہم عوام کو پیپلز فرنٹ کے نااہل سیاستدانوں کے بارے میں باخبر کرتے ہیں کہ جو بات نیشنلائزیشن کی کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ سرمایہ دارانہ ایجنٹ ہیں

3۔ ہم عوام سے یہ کہتے ہیں کہ وہ صرف اور صرف اپنی انقلابی طاقت پر انحصار کریں

4۔ ہم ریاستی قبضہ کو اقتدار پر محنت کشوں اور کسانوں کے قبضے سے منسلک سمجھتے ہیں

ریاستی قبضہ کو معمول کے احتجاج میں ثانوی حیثیت دینے کی اصل وجہ یہ حقیقت ہے کہ صنعت کی مختلف شاخیں اس وقت ارتقاء کے مختلف مراحل میں ہیں اور معاشرے میں سب کا مقام مختلف ہے اور طبقاتی جدوجہد میں سب کی حیثیت مختلف ہے۔ پرولتاریہ کی کوئی انقلابی بغاوت ہی درحقیقت بورژوازی کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک سکتی ہے۔ عبوری مطالبات کا مقصد درحقیقت یہ ہے کہ عوام کو اس مقصد کے لئے تیار کیا جائے۔

پرائیویٹ بینکاری کا خاتمہ اور کریڈٹ سسٹم کی نیشنلائزیشن

سامراجیت کا مطلب ہے سرمائے کی اجارہ داری۔ ٹرسٹ اور سنڈیکیٹ کے ساتھ ساتھ بلکہ ان سے بھی تھوڑا بڑھ کر اقتصادیات پر اصل اختیار بینکوں کو حاصل ہے۔ بینک کا ڈھانچہ اصل میں سرمائے کی جمع شدہ شکل کا اظہار ہوتا ہے ان میں اجارہ داری کا رجحان بھی موجود ہوتا ہے اور انارکی کا بھی۔ بینک تکنیک کے معجزے انٹرپرائز اور ٹرسٹوں کا قیام ہے لیکن یہ اپنے ساتھ مہنگائی بحران اور بے روزگاری کو بھی جنم دیتے ہیں۔

اجارہ دارانہ آمریت اور سرمایہ دارانہ انارکی کے خلاف اس وقت تک سنجیدگی سے ایک قدم بھی نہیں لیا جاسکتا جب تک کہ بنکوں کی اہم پوسٹیں سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہوں۔ مشترکہ کریڈٹ اور سرمایہ کاری کا ایسا نظام جو عوام کی فلاح کے لئے ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام بنکوں کو ایک بڑے قومی ادارے کی شکل دی جائے اور ریاستی کنٹرول کے نتیجے میں ہی یہ ممکن ہے کہ بعد ازاں ایسے ذرائع پیدا ہوسکیں جو محض کاغذی اور بیوروکریٹک ذرائع نہ ہوں بلکہ حقیقی اقتصادی پلاننگ کے لئے وہ ذرائع ہوں۔ بنکوں پر ریاستی قبضہ کا یہ مطلب ہر گز بھی نہیں کہ بنک ڈیپازٹ بھی قبضہ میں چلے جائیں گے بلکہ اس طرح واحد سٹیٹ بنک کی صورت میں چھوٹے کھاتہ داروں کو فائدہ ہوگا۔ اس طرح کسانوں، تاجروں اور چھوٹے کاروباری لوگوں کے لئے موزوں حالات میسر ہوں گے سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام کی تمام اقتصادیات بالخصوص بڑی صنعت اور ٹرانسپورٹ جس پر ایک فنانشل سٹاف کا اختیار ہوگا محنت کش طبقے کے مفادات کے لئے انتہائی اہم ہوگا۔

لیکن بنکوں کو ریاستی ملکیت میں لینے کا عمل اسی صورت میں مکمل ہوسکتا ہے کہ جب اقتدار استحصال کرنے والوں کے ہاتھ سے نکل کر محنت کشوں کے ہاتھ میں آجائے۔

پکٹ لائن-- ڈیفنس گارڈ اور مزدور ملیشیا

دھرنا مار احتجاج نہ صرف یہ کہ عوام کی طرف سے بورژوازی کے لئے بلکہ چوتھی انٹرنیشنل سمیت مزدور تنظیموں کے لئے بھی ایک وارننگ ہے۔ 20-1919ء میں اٹلی میں مزدوروں نے خود سے ملوں پر قبضہ کرلیا اور یوں آنے والے معاشرتی انقلاب کے لئے اپنے ''قائدین'' کو پہلے سے ایک سگنل دیا لیکن ''قائدین'' نے سگنل کو کوئی توجہ نہ دی اور نتیجتاً فاشزم جیت گئی۔

دھرنا مار احتجاجوں کا مطلب اٹلی سٹائل میں ملوں پر قبضہ نہیں لیکن وہ اس جانب ایک اہم پیش رفت ہیں۔ موجودہ بحران طبقاتی جدوجہد کو انجام تک پہنچانے کی حد تک تیز کرسکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انقلابی کیفیت کا مرحلہ ایک ضرب میں آجائے گا۔ اس کے لئے درحقیقت ایک مسلسل تحریک کی ضرورت ہے۔

دھرنا مار احتجاج محض اس کا ایک حصہ ہیں۔ چوتھی انٹرنیشنل کا کام یہ ہے کہ وہ پرولتاری محافظ دستوں کو موجود دور کے عمومی کردار اور مزاج سے آگاہ کرے اور عوامی جدوجہد کو بر وقت زیادہ منظّم اور بھرپور اقدامات سے مزین کیا جائے۔

پرولتاری جدوجہد کو تیز کرنے کا مطلب سرمایہ داری پر جوابی حملوں میں تیزی ہے۔ دھرنا مار احتجاج ہر بورژوازی کو جوابی حملے پر مجبور کر سکتی ہے اور یقیناً یہ کرے گی۔ اس کے لئے ابتدائی کام کو بڑے بڑے ٹرسٹوں نے پہلے ہی کر دیا ہے۔ برا ہو انقلابی تنظیموں کا اور پرولتاریہ کا اگر وہ ایک مرتبہ پھر بے خبر ہی قابو آ جائیں۔

بورژوازی کہیں بھی فوج اور پولیس سے مطمئن نہیں ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ''پرامن'' حالت میں بھی بورژوازی اسلحہ بردار محافظوں اور بدمعاشوں کے دستے ملازم رکھتی ہے۔ اب ان میں مختلف امریکی نازی گروپوں کا اضافہ بھی ہوا ہے۔ فرانسیسی بورژوازی نے خطرہ نظر آتے ہی جائز و ناجائز فاشسٹ دستوں کو متحرک کیا۔ انگریز محنت کشوں کی طرف سے جوں ہی دباؤ بڑھایا جاتا ہے۔ فاشسٹ گروپوں میں دوگنا تین گنا بلکہ دس گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جو محنت کشوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہیں۔ بورژوازی اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ موجودہ دور میں طبقاتی جدوجہد خانہ جنگی میں بدلنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ اٹلی، جرمنی، آسٹریا اور سپین کی مثالوں سے سرمایہ دار تاجروں نے جتنا سبق سیکھا ہے اتنا پرولتاریہ کے سرکاری قائدین نے نہیں سیکھا۔

دوسری اور تیسری انٹرنیشنل کے سیاستدان اور ٹریڈ یونین کے بیوروکریٹ جان بوجھ کر بورژوازی کی پرائیویٹ آرمی کی جانب سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں ورنہ وہ چوبیس گھنٹے بھی ان کے ساتھ نہ چل سکیں۔ اصلاح پسند محنت کشوں کے ذہن میں یہ بات بٹھانا چاہتے ہیں کہ جمہوریت کا تقدس اس وقت برقرار رہ سکتا ہے جب بورژوازی پوری طرح مسلح ہو اور پرولتاریہ بالکل خالی ہاتھ۔

چوتھی انٹرنیشنل کا یہ فرض بنتا ہے کہ ایسی سیاست کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے سوشل ڈیموکریٹوں، انارکسٹوں اور سٹالنسٹوں سمیت تمام کے تمام پیٹی بورژوا جتنا فاشزم کے خلاف بولتے ہیں اتنا ہی اندر سے اس کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ صرف اور صرف محنت کشوں کے دستے جنہیں لاکھوں محنت کشوں کی حمایت حاصل ہو رہی ہے، فاشسٹ دستوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ فاشزم کے خلاف جدوجہد لبرل ایڈیٹوریل آفس میں نہیں بلکہ فیکٹری میں شروع ہوتی ہے اور گلی میں ختم ہوتی ہے۔ فیکٹریوں میں متعین مسلح محافظ فاشسٹ آرمی کا محور ہیں۔ احتجاج پرولتاریہ کا بنیادی ہتھیار ہے۔ یہ ہمارا نقطہ آغاز ہے۔ احتجاج اور سڑکوں پر ہونے والوں احتجاجی مظاہروں کے ضمن میں ضروری ہے کہ ذاتی دفاع کے لئے مزدور گروپوں کی تشکیل پر زور دیا جائے۔ ٹریڈ یونینوں کے انقلابی گروپوں کے منشور میں یہ بات درج ہونی چاہئے جہاں بھی ممکن ہو وہاں ضروری ہے کہ ذاتی دفاع کے لئے نوجوانوں کے

گروپ تشکیل دئے جائیں۔انہیں اسلحہ کا استعمال اور ڈرل سکھائی جائے۔

عوام کی نئی بغاوت نہ صرف ان یونٹوں کی تعداد میں اضافہ کرے گی بلکہ انہیں علاقوں، قصبوں اور شہروں کے تناسب سے بھی متحد کرے گی۔فاشسٹوں اور بدمعاشوں کے گروہوں سے مزدوروں کی نفرت کے منظّم اظہار کا موقع فراہم کرنا ضروری ہے۔مزدور تنظیموں کے جلسوں اور پریس کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ مزدور ملیشیا کے نعرے کو فروغ دیا جائے۔

صرف ایسے ہی منظّم، نا قابل تسخیر اور دلیرانہ تنظیمی کام سے کہ جو عوام کے ذاتی تجربے پر مبنی ہو۔عوام کے شعور سے غلامانہ سوچ کو نکالا جا سکتا ہے۔لڑنے والوں کے ایسے دستے تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو تمام محنت کشوں کے لئے مثال قائم کریں، جو ردانقلاب قوتوں کے بدمعاشوں کو شکست دیں، جو محکوموں اور استحصال زدہ لوگوں کی انا کو ابھاریں اور جو اقتدار پر پرولتاریہ کے قبضے کی راہ ہموار کریں۔اینگلز نے ریاست کو ''مسلح آدمیوں کی تنظیم'' کہا تھا۔پرولتاریہ کو مسلح کرنا اس کی آزادی کے لئے لازم ہے۔پرولتاریہ جب چاہے وہ مسلح ہونے کے ذرائع اور راستے تلاش کر سکتا ہے۔اس سلسلے میں پھر چوتھی انٹرنیشنل پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

مزدوروں اور کسانوں کا اتحاد

مزدور کا بھائی اور ساتھی دیہاتوں میں کام کرنے والا زرعی مزدور ہے۔یہ دونوں ایک ہی طبقے کے دو حصے ہیں۔ان کے مفادات مشترکہ ہیں ادھر ادھر کی تبدیلیوں کے ساتھ صنعتی مزدور کے مطالبات کا جو عبوری پروگرام ہے وہی پروگرام زرعی مزدور کا بھی ہے۔

البتہ کسان ایک اور طبقہ ہیں۔وہ دیہاتوں کی پیٹی بورژوازی ہیں، پیٹی بورژوازی کی مختلف سطحیں ہوتی ہیں، جن میں سیمی پرولتاریہ بھی ہوتے ہیں اور استحصال کرنے والے لوگ بھی۔اس مناسبت سے صنعتی پرولتاریہ کا کام ہے کہ وہ طبقاتی جدوجہد کو دیہاتوں کے اندر لے جائے۔اسی صورت میں وہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق کر سکے گا۔

ہر ملک کی قومی ترقی کی خصوصیات کا اظہار کسانوں اور کسی حد تک شہری پیٹی بورژوازی (دکاندار اور ARTISAN وغیرہ) کے سٹیٹس سے ہوتا ہے۔یہ طبقے عددی اعتبار سے کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں یہ بہرحال ابتدائی سرمایہ داری کے نمائندہ ہوتے ہیں۔چوتھی انٹرنیشنل کا فرض بنتا ہے کہ وہ کسانوں اور شہری پیٹی بورژوازی کے لئے عبوری مطالبات پر مبنی ایک ایسا جامع پروگرام تیار کرے جو ہر ملک کے مخصوص حالات کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہو۔باشعور مزدوروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے ساتھیوں کے سوالات کا واضح جواب

دیں۔

کسان جبکہ ایک آزاد ''پروڈیوسر'' ہے اسے سستے کریڈٹ، زرعی مشینوں، اچھی ٹرانسپورٹ اور سستی کھادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر بنک، ٹرسٹ اور تاجر اسے ہر طرف سے لوٹتے ہیں۔ صرف اور صرف کسان بذات خود مزدوروں کی مدد سے اس لوٹ مار کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ چھوٹے کسانوں کی منتخب کی ہوئی کمیٹیاں قومی سطح پر نمودار ہوں جو مزدور کمیٹیوں اور بنک ملازمین کی کمیٹیوں کے ساتھ مل کر ٹرانسپورٹ، کریڈٹ اور زرعی مشینوں پر کنٹرول حاصل کریں۔

مزدوروں کے ان گن مطالبات کا جھوٹ موٹ شعور ڈال کر بورژوازی انتہائی چابکدستی سے اجناس کی قیمت کے مسئلے کو کسانوں اور مزدوروں اور شہری پیٹی بورژوازی اور مزدوروں کے مابین ایک مسئلہ بنا دیتی ہے۔

کسان اور چھوٹے تاجر صنعتی مزدور یا سرکاری ملازمین کی طرح اجناس کی قیمتوں میں اضافے کے حساب سے تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ مہنگائی کے خلاف حکومتی جدوجہد محض عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن کسان اور تاجر اگر مزدوروں کا ساتھ دیں تو وہ مل کر قیمتوں کا تعین کر سکتے ہیں۔ یہ سرمایہ دار جو شور ڈالتے ہیں کہ پیداوار کی قیمت بڑھ گئی ہے، ٹرانسپورٹ مہنگی ہو گئی ہے، ان کو ایک ہی جواب دیا جانا چاہئے۔ ''ہمیں اپنا حساب کتاب دکھاؤ ہم قیمتوں کا تعین خود کرنا چاہتے ہیں۔'' اس مقصد کے لئے پرائس کمیٹیاں بنائی جائیں اور ان کمیٹیوں کے ممبران کا تعلق فیکٹریوں، ٹریڈ یونینوں، کواپریٹو، کسان تنظیموں، عام شہریوں اور گھریلو خواتین سے ہونا چاہئے۔ اس طرح سے مزدور کسان کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ زیادہ قیمتوں کہ وجہ مزدوروں کی زیادہ تنخواہ نہیں بلکہ سرمایہ دار کے بے پناہ منافع اور سرمایہ دارانہ انارکی کے اخراجات ہیں۔

زمین کی نیشنلائزیشن اور اشتراکیت اس طرح سے ہونی چاہئے کہ چھوٹے کاشت کار متاثر نہ ہونے پائیں۔ کسان اس وقت تک اپنی زمین کا مالک خود رہے گا کہ جب تک وہ اسے ممکن یا ضروری خیال کرے گا۔ کسانوں میں سوشلسٹ نظام کا اعتبار بحال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے سامنے سٹالنسٹ نظام کی برائیاں بیان کی جائیں کہ جس میں زمین کی مشترکہ ملکیت کا مقصد مزدوروں اور کسانوں کا نہیں بلکہ بیوروکریسی کا مفاد ہے۔

ریاست پر قبضہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چھوٹے دکانداروں اور کاریگروں کی دکانوں پر قبضہ کر لیا جائے۔ بلکہ بنکوں اور ٹرسٹوں پر مزدوروں کے قبضے سے شہر کی پیٹی بورژوازی کے لئے لین دین اور کریڈٹ کے لئے زیادہ موزوں حالات پیدا ہوں گے جو کہ لامحدود اجارہ داریوں کے ہوتے ہوئے ممکن نہیں۔ پرائیویٹ سرمائے پر انحصار متبادل ریاستی سرمائے کی صورت میں پیش کیا جائے گا اور ریاست اپنے ورکروں کا زیادہ خیال

رکھے گی۔ بشرطیکہ اقتدار پر محنت کشوں کا قبضہ ہو۔

اقتصادیات کے مختلف میدانوں میں استحصال زدہ کسانوں کی شرکت سے ان کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہوگا کہ مشترکہ ملکیت ان کے لئے سودمند ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس وقت اور کس انداز سے۔ صنعتی مزدوروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسانوں کی رہنمائی کریں۔اس کے لئے وہ ٹریڈ یونینوں، فیکٹری کمیٹیوں اور سب سے بڑھ کر ''مزدور کسان حکومت'' کی مدد سے یہ کام کر سکتے ہیں۔

یہ اتحاد کہ جو پولتاریہ کرنا چاہ رہا ہے یہ ''مڈل کلاس'' سے نہیں ہوگا بلکہ دیہی اور شہری پیٹی بورژوازی کے استحصال زدہ حصے سے ہوگا اور یہ اتحاد مڈل کلاس کے لئے استحصال کرنے والوں سمیت تمام استحصالی طبقوں کے خلاف ہوگا۔اس اتحاد کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ رضامندی کے بعد یہ اتحاد ہوگا۔جس کو ایک ''نئے معاہدے'' کی بنیاد پر مضبوط کیا جائے گا۔ یہ ''معاہدہ'' عبوری مطالبات کا پروگرام ہے جسے دونوں اطراف باہمی رضامندی سے قبول کریں گے۔

جنگ اور سامراج کے خلاف جدوجہد

سارے کا سارا عالمی تناظر اور نتیجتاً اندرونی طور پر ہر ملک اس وقت عالمی جنگ کے خطرے سے دوچار ہے۔نوع انسانی کی اکثریت اس خوفناک حقیقت سے آگاہ ہے۔ دوسری انٹرنیشنل اپنی 1914ء والی گندی سیاست دہرا رہی ہے جوں جوں جنگ کا خطرہ بڑھ رہا ہے سٹالنسٹ، بورژوازی اور پیٹی بورژوازی کو بھی پیچھے چھوڑتے ہوئے نام نہاد ''قومی دفاع'' کے نقیب بن رہے ہیں۔لہٰذا جنگ کے خلاف انقلابی جدوجہد کی تمام تر ذمہ داری چوتھی انٹرنیشنل پر ہے۔

اس سوال پر بالشویک لینینسٹ پالیسی جو کہ انٹرنیشنل سیکرٹریٹ کے تھیسس (جنگ اور چوتھی انٹرنیشنل 1934ء) میں طے کی گئی تھی۔ اپنی تمام تر توانائی کے ساتھ آج موجود ہے۔آئندہ دور میں انقلابی پارٹی کی کامیابی کا دارومدار جنگ کے سوال پر ہے۔ایک درست پالیسی دو عناصر سے مل کر ترتیب پائے گی۔سامراجیت اور اس کی جنگوں پر ایک غیر مصالحانہ رویہ اور ایک ایسا پروگرام جو عوام کے تجربات پر مبنی ہو۔

بورژوازی اور اس کے ایجنٹ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے جنگ کو باقی مسائل کی نسبت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ اسے غیر جانبداری، مشترکہ دفاع، امن کی خاطر جنگ اور فاشزم کے خلاف جنگ کا نام دیتے ہیں۔آخر کار وہ اس نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جنگ کا مسئلہ یعنی عوام کی قسمت سامراج، اس کے سفارت کاروں، عہدیداروں اور عوام کے خلاف سازشیں کرنے والے جرنیلوں کے ہاتھ میں ہے۔

چوتھی انٹرنیشنل تمام تر نفرت کے ساتھ ایسی تمام تاویلوں کو رد کرتی ہے کیونکہ جمہوری کیمپ میں ان کی وہی حیثیت ہے جو فاشسٹ بلاک میں عزت، نسل اور خون کی ہے۔ لیکن محض نفرت کافی نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ عوام کو نعروں، مطالبوں اور حقائق کی مدد سے ان جھوٹی تاویلوں کے بارے میں آگاہ کیا جائے

غیر مسلح ہونا؟

مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون کس کو غیر مسلح کرے گا۔ اگر محنت کش طبقہ سرمایہ دار طبقے کو غیر مسلح کریں تو جنگ کو روکا جا سکتا ہے۔ لیکن بورژوازی کو غیر مسلح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مزدوروں کے پاس بھی اسلحہ ہو۔

غیر جانبداری؟

چین اور جاپان یا سوویت روس اور جرمنی کے درمیان ہونے والی جنگ میں پرولتاریہ غیر جانبدار نہیں رہ سکتا۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چین اور سوویت روس کا دفاع کیا جائے؟ یقیناً! لیکن یہ دفاع سامراج نہیں کرے گا کیونکہ چین اور سوویت روس دونوں کو تباہ کر دے گا۔

مادر وطن کا دفاع؟

اس دفاع سے بورژوازی کی مراد ہوتی ہے۔ اپنے منافع اور لوٹ مار کا دفاع! ہم مادر وطن کو غیر ملکی سرمایہ داروں سے بچانے کے لئے دفاع کریں گے لیکن اس صورت میں کہ اگر ہم اپنے سرمایہ داروں کے ہاتھ پاؤں باندھ چکے ہوں اور انہیں دوسرے ملکوں پر حملے سے باز رکھ سکیں، اگر ہمارے مزدور اور کسان اپنے ملک کے مالک بن چکے ہوں، اگر ملک کی دولت ایک اقلیت کے ہاتھ سے نکل کر عوام کے پاس آ چکی ہو اور اگر فوج استحصال کرنے والوں کی نہیں بلکہ استحصال زدہ لوگوں کا ہتھیار ہو۔

ان بنیادی خیالات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں علیحدہ علیحدہ سمجھا یا جائے اور ان کی بنیاد حالات و واقعات کے تسلسل اور عوامی شعور پر ہو۔ لیکن یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ صحافی، پروفیسر اور سفارت کار کی امن پسندی اور مزدور کسان اور کاریگر کی امن پسندی میں فرق کیا جائے۔ ایک کیس میں یہ امن پسندی سامراج کو بچانے کے لئے ہے جبکہ دوسرے کیس میں یہ سامراج پر بے اعتباری کا اظہار ہے۔

جب کوئی کسان یا مزدور دفاع وطن کی بات کرتا ہے تو اس کے نزدیک یہ دفاع ہوتا ہے۔ بموں اور زہریلی گیسوں سے اس کے اپنے گھر، خاندان اور جانے پہچانے چہروں کا دفاع۔ جب کوئی سرمایہ دار یا صحافی مادر وطن

کے دفاع کی بات کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے نوآبادیوں اور مارکیٹوں پر قبضہ اور عالمی دولت میں قومی حصہ! بورژوازی امن پسندی (Pacifism) اور حب الوطنی محض دھوکہ ہوتا ہے۔محکوموں کی صلح جوئی اور حب الوطنی ایسے عناصر پر مشتمل ہوتی ہے جو ایک طرف تو جنگ کی نفرت کا اظہار کرتے ہیں جبکہ دوسری جانب وہ ان چیزوں سے وابستہ ہوتے ہیں جو کہ ان کے خیال میں ان کے لئے ہی ہوتی ہیں۔ان عناصر کے بارے میں جاننا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

ان باتوں کو اپنا نقطۂ آغاز کے طور پر استعمال کرتے ہوئے چوتھی انٹرنیشنل ہر ایسے مطالبے کی چاہے وہ ادھورا ہی کیوں نہ ہو حمایت کرتی ہے جو عوام کو سیاست میں ملوث کرے اور بورژوازی پر ان کی گرفت کو مضبوط کرے۔

اس نقطۂ نگاہ سے مثلاً! ہمارے امریکی سیکشن کا جنگ کے سوال پر جو ریفرنڈم کا مطالبہ ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔کوئی بھی جمہوری اصلاح پسندی حکمرانوں کو جنگ سے باز نہیں رکھ سکتی۔اس بارے میں ایک واضح وارننگ دینا ضروری ہے مگر ریفرنڈم کے بارے میں عوام کے شکوک کے باوجود ریفرنڈم کو حاصل ہونے والی تائید سے بورژوا حکومت اور کانگریس سے مزدوروں اور کسانوں کی بے زاری کا اظہار ہوگا۔ان شکوک کی حمایت یا مخالفت کے باوجود یہ ضروری ہے کہ ہر ایسے ترقی پسندانہ اظہار بیزاری کی تائید کی جائے جو استحصال زدہ لوگوں کی طرف سے استحصال کرنے والوں کے خلاف ہوتا ہے۔ریفرنڈم کے لئے تحریک جتنی مقبول ہوگی۔بورژوا صلح جو اتنی ہی تیزی سے اس مطالبے سے دور ہوں گے۔کمنٹرن کے غدار جتنی تیزی سے بھرپور مصالحت کریں گے اور سامراج کے خلاف تحریک اتنی ہی تیز ہوگی۔

اس نقطۂ نگاہ سے اس مطالبے کی حمایت ضروری ہے کہ 18 سال کے مرد و خواتین کو ووٹ کا حق دیا جائے جنہیں کل مادر وطن کے دفاع کے لئے مرنا ہے، انہیں آج ووٹ کا حق دیا جائے۔جنگ کے خلاف جدوجہد کا آغاز نوجوانوں کو انقلابی طور پر متحرک کر کے کیا جائے۔

جنگ کے مسائل پر ہر طرف سے روشنی ڈالی جائے۔وہ رخ عوام کو دکھایا جائے جس کا ایک خاص موقع پر عوام کو سامنا کرنا ہوگا۔

جنگ ایک بڑی تجارتی انٹرپرائز ہے۔خاص کر اسلحہ سازی کی صنعت کے لئے! لہٰذا 60 خاندان سب سے بڑے محبِّ وطن ہیں اور جنگ کی ترغیب دینے میں سب سے آگے۔اسلحہ کی صنعت پر مزدوروں کا کنٹرول جنگ کرنے والوں کے خلاف جدوجہد کا پہلا قدم ہوگا۔

اصلاح پسندوں کے نعرے کے جواب میں

فوجی منافع پر ٹیکس، ہم جوابی نعرہ لگاتے ہیں کہ فوجی منافع ضبط کیا جائے اور اسلحہ کی صنعت کے مالکوں کی ملکیت ختم کی جائے۔ جہاں بھی ملٹری انڈسٹری قومیائی گئی جیسا کہ فرانس میں ہوا وہاں مزدور کنٹرول کا نعرہ پوری طاقت سے موجود ہے۔ پرولتاریہ کو بورژوا حکومت پر بھی اسی طرح کوئی اعتبار نہیں جس طرح اسے سرمایہ دار پر اعتبار نہیں ہے۔

بورژوا حکومت کے لئے نہ کوئی پیسہ! نہ کوئی انسان!

اسلحہ سازی کا پروگرام نہیں! بلکہ عوامی فلاح و بہبود کا پروگرام!

ملٹری پولیس کنٹرول سے مکمل طور پر آزاد مزدور تنظیمیں!

ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عوام کے خلاف سازشیں کرنے والے بے رحم اور لالچی سامراجی طبقے کے ہاتھ سے وہ طاقت چھیننا ہے جو عوام کی تقدیر کا فیصلہ کرتی ہے۔

اس حوالے سے ہم مطالبہ کرتے ہیں۔

ـ خفیہ سفارت کاری پر پابندی لگائی جائے۔ تمام معاہدوں اور سمجھوتوں کے بارے میں مزدوروں کا جانکاری کا حق حاصل ہو۔

ـ مزدوروں اور کسان کمیٹیوں کے براہ راست کنٹرول میں مزدوروں اور کسانوں کو مسلح کیا جائے اور انہیں فوجی تربیت دی جائے۔

ـ محنت کش کمیٹیوں کے منتخب کردہ کمانڈروں کی تربیت کے لئے سکول قائم کئے جائیں

ـ ملٹری کے متبادل عوامی ملیشیا جس کا فیکٹریوں، کھیتوں اور کانوں سے ایک پائیدار رابطہ ہو۔

سامراجی جنگ بورژوازی کی لوٹ مار پر مبنی سیاست میں تیزی اور تسلسل کا نام ہے۔ جنگ کے خلاف پرولتاریہ کی جدوجہد کا مطلب ہے اس کی طبقاتی جدوجہد میں تیزی۔ جنگ شروع ہونے پر طبقات کی باہمی کشمکش کی صورت میں ذرائع بدل جاتے ہیں لیکن بنیادی مقصد نہیں بدلتا۔

سامراجی بورژوا کا اس وقت دنیا پر قبضہ ہے چنانچہ آنے والی جنگ بنیادی طور پر سامراج کی جنگ ہوگی۔ لہٰذا عالمی سطح پر پرولتاریہ کی سیاست کا محور سامراج اور جنگ کے خلاف جدوجہد ہوگی۔ اس جدوجہد میں بنیادی اصول یہ ہے ''اصل دشمن تمہارے اپنے ملک میں ہے'' یا ''تمہاری اپنی (سامراجی) حکومت کی شکست چھوٹی برائی ہے۔''

لیکن دنیا کے تمام ممالک تو سامراجی ممالک نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر سامراجی ممالک کے ظلم کا شکار ہیں۔ کچھ

نوآبادیاتی یا نیم نوآبادیاتی ممالک تو اس جنگ کے موقع کو غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے استعمال کریں گے۔ان کی جنگ سامراجی نہیں بلکہ آزادی کی جنگ ہوگی۔عالمی پرولتاریہ کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ظالموں کے خلاف مظلوموں کی جنگ کی حمایت کریں۔اسی طرح اگر روس میں یا کہیں اور دوران جنگ مزدوروں کی حکومت قائم ہو جائے تو عالمی سطح پر پرولتاریہ کا فرض بنتا ہے کہ اس کی حمایت کرے۔کسی بھی سامراجی حکومت کی شکست کے لئے کسی مزدور ریاست کے ساتھ مل کر یا کسی نوآبادیاتی ملک کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا چھوٹی برائی ہے۔

سامراجی ممالک کے مزدور بہر حال ایک سامراج دشمن ریاست کا ساتھ اپنی حکومت کے ذریعے نہیں دے سکتے۔چاہے کسی خاص وقت میں دونوں ریاستوں کے درمیان کیسے ہی سفارتی تعلقات کیوں نہ ہوں۔سامراجی ممالک کے پرولتاریہ کو چاہئے کہ وہ اپنی حکومت کے خلاف جدوجہد جاری رکھے۔اس کے لئے وہ اپنے طریقے یعنی عالمی طبقاتی کشمکش کا طریقہ استعمال کرے(اپنے حامیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ نوآبادیاتی ممالک میں مزدور حکومت کے لئے ایجی ٹیشن کرے، ایک کیس میں بائیکاٹ اور احتجاج کرے، دوسرے کیس میں احتجاجوں اور بائیکاٹوں کا بائیکاٹ کرے)

جنگ کے دوران سوویت روس یا نوآبادیاتی ملک کی حمایت کرتے ہوئے پرولتاریہ کو کسی بھی صورت نوآبادیاتی ملک کی بورژوا حکومت یا سوویت روس کی بیوروکریسی کی حمایت نہیں کرنی چاہئے۔بلکہ دونوں سے سیاسی طور پر مکمل آزاد ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ایک ترقی پسندانہ جنگ میں پرولتاریہ کی مدد سے چوتھی انٹرنیشنل نوآبادیاتی ممالک اور روس میں پرولتاریہ کی حمایت حاصل کر سکے گی۔وہاں چوتھی انٹرنیشنل کا اثر ونفوذ بڑھے گا۔اور یوں چوتھی انٹرنیشنل باآسانی نوآبادیاتی ممالک میں بورژوا حکومتوں کا اور سوویت روس میں رجعت پسندانہ بیوروکریسی کا خاتمہ کر سکے گی۔

جنگ کے آغاز پر چوتھی انٹرنیشنل کے سیکشن خود کو تنہا محسوس کریں گے۔ہر جنگ کے آغاز میں عوام بے خبر ہی قابو آ جاتے ہیں۔اور وہ حکومت کے ساتھی بن جاتے ہیں۔عالمیت پر یقین رکھنے والوں کو بہاؤ کی مخالف سمت تیرنا ہوگا۔لیکن نئی جنگ جو تباہی اور بربادی لائے گی یہ تباہی ابتدائی مہینوں میں پہلی عالمی جنگ کی تباہیوں سے کہیں زیادہ ہوگی۔اس تباہی سے جلد ہی لوگ سنجیدگی کی طرف مائل ہوں گے۔عوام کا غصہ ایک دن بڑھے گا۔چوتھی انٹرنیشنل کے سیکشن اس انقلابی لہر کا ہراول دستہ ہوں گے۔عبوری مطالبات کا پروگرام ایک دم مقبول ہوگا۔اقتدار پر محنت کشوں کے قبضے کا سوال پوری شدت سے سامنے آئے گا۔

انسانیت کو خون کا غسل دینے سے پہلے سرمایہ داری لوگوں میں قومی اور نسلی نفرت کا زہر پھیلا رہی ہے۔آج کل یہود دشمنی سرمایہ دارانہ تباہ کاری کا ایک اہم ہتھیار ہے۔

نسلی تعصب اور قومی فخر کے تمام مظاہر کے خلاف جدو جہد چوتھی انٹرنیشنل کے تمام سیکشنوں کا فرض ہے جس طرح جنگ اور سامراج کیخلاف جدوجہد ان کا فرض ہے۔ بالخصوص یہود دشمن (ANTI-SEMITISM) تحریک کی مخالفت۔ ہمارا پہلا نعرہ آج بھی یہی ہے ''دنیا بھر کے محنت کشو ایک ہو جاؤ''۔

مزدوروں اور کسانوں کی حکومت

مزدور کسان حکومت کا فارمولا 1917ء میں پہلی دفعہ بالشویکوں کی ایجی ٹیشن کے دوران سامنے آیا اور اکتوبر انقلاب کے بعد اسے یقینی طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ اس سے مراد پرولتاری آمریت ہی ہے۔ اس فارمولے کی اصل اہمیت یہ ہے کہ اس نے مزدور کسان اتحاد، کے نظریئے کی اہمیت کو کم کر دیا ہے کہ جو سوویت کی طاقت کی بنیاد ہے۔

جب کمنٹرن نے تاریخ کے رد شدہ ''کسانوں اور مزدوروں کی جمہوری آمریت'' کے فارمولے کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی اور یوں مزدور کسان حکومت کو بورژوا رنگ دینے کی کوشش کی تو بالشویک لیننسٹ لوگوں نے بورژوا جمہوریت کے انداز میں مزدور کسان حکومت کے نعرے کو پوری طرح رد کر دیا۔ انہوں نے اس وقت بھی کہا اور اب بھی یہی کہتے ہیں کہ جب تک انقلابی پارٹی بورژوا جمہوری حدود سے باہر نہیں نکلتی تب تک کسان سے اس کا اتحاد محض سرمایہ داری کی حمایت بن جاتا ہے، جیسا کہ منشویکوں اور سوشل انقلابیوں کے کیس میں 1917ء میں ہوا۔ 1925-27ء میں چینی کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ ہوا اور اب سپین میں پیپلز فرنٹ کے ساتھ ہو رہا ہے اور اسی طرح فرانس اور دوسرے ملکوں میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔

اپریل سے لے کر ستمبر 1917ء تک بالشویک یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ سوشل انقلابی اور منشویک ترقی پسند بورژوازی کے ساتھ اتحاد ختم کر دیں اور اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ بالشویکوں نے اپنے اس مطالبے کے جواب میں سوشل انقلابیوں اور منشویکوں کو اپنی پوری انقلابی حمایت کا یقین دلایا اور یہ بھی یقین دلایا کہ وہ منشویکوں یا سوشل انقلابیوں کی حکومت میں حصہ دار نہیں بنیں گے۔ اگر منشویک اور سوشل انقلابی کیڈٹس (ترقی پسند بورژوازی) کے ساتھ اور سامراج کے ساتھ اپنا اتحاد ختم کر دیتے تو ان کی قائم کی ہوئی مزدور کسان حکومت مزدور آمریت قائم کرنے میں آسانی اور جلدی پیدا کر دیتی۔ لیکن پیٹی بورژوا جمہوریت کی حکومت نے اپنی ہی حکومت کے راستے میں رکاوٹ کھڑی کیں۔ روس کے تجربے نے یہ بات ثابت کی کہ وہ اب سپین اور فرانس کے تجربے نے دوبارہ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ انتہائی موزوں حالات میں بھی پیٹی بورژوا جمہوریت کی پارٹیاں (سوشل انقلابی، سوشل ڈیموکریٹ، سٹالنسٹ، انارکسٹ) مزدوروں اور کسانوں کی کوئی ایسی حکومت نہیں بنا سکتے جو بورژوازی کے

اثر سے آزاد ہو۔

تاہم بالشویکوں کا یہ مطالبہ جو وہ منشویکوں اور سوشل انقلابیوں سے کر رہے تھے کہ ''بورژوازی سے اتحاد ختم کرو اور اقتدار اپنے ہاتھ میں لو'' اس نے عوام پر گہرا اثر چھوڑا۔ اقتدار پر قبضہ نہ کرنے کی منشویکوں اور سوشل انقلابیوں کی مرضی کھل کر جولائی میں سامنے آئی اور وہ عوام میں غیر مقبول ہوتے گئے اور بالشویکوں کی فتح کا راستہ صاف ہو گیا۔

چوتھی انٹرنیشنل کا مرکزی کام یہ ہے کہ وہ پرولتاریہ طبقے کو اس پرانی قیادت سے نجات دلائے جس کی بنیاد پرستی شکست خوردہ گرتی ہوئی سرمایہ داری سے بالکل متضاد ہے اور تاریخی ارتقاء کے راستے میں ایک رکاوٹ ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل کو روایتی مزدور تنظیموں پر اعتراض یہ ہے کہ وہ بورژوازی سے علیحدہ نہیں ہوتیں۔ ان حالات میں ''بورژوا سے اتحاد ختم کرو اور اقتدار پر قبضہ کرو'' کا نعرہ ایک ایسا ہتھیار ہے جو سیکنڈ، تھرڈ اور ایمسٹرڈیم انٹرنیشنل کی پارٹیوں اور تنظیموں کے مکروہ کردار کو پوری طرح بے نقاب کرتا ہے۔ مزدور کسان حکومت کا نعرہ ہمارے نزدیک اسی وقت قابل قبول ہے اگر یہ اس انداز میں لگایا جائے جیسے 1917ء میں بالشویکوں نے لگایا تھا۔ لیکن اگر یہ نعرہ جمہوری انداز میں لگایا جائے جیسا کہ بعد میں سٹالنسٹوں نے لگایا اور مزدور کسان حکومت کو سوشلسٹ انقلاب کے لئے پل کی بجائے ایک رکاوٹ بنا دیا جائے تو ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

سوویت

جیسا کہ پہلے بات ہو چکی ہے فیکٹری کمیٹی کا فیکٹری کے اندر دوہرا کردار ہوتا ہے۔ نتیجتاً ان کا وجود اسی صورت برقرار رہ سکتا ہے اگر عوام کا دباؤ برقرار رہے، یہی بات باقی تمام عوامی گروپوں کے بارے میں درست ہے جو جنگ کے خلاف جدوجہد کے لئے وجود میں آتے ہیں۔ یا پرائس کمیٹی یا ایسے جتنے بھی دیگر جدوجہد کے مرکز ہیں کہ جن کے وجود میں آنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پرولتاری جدوجہد کی روایتی تنظیمیں اب کھوکھلی ہو چکی ہیں۔

بہرحال یہ نئی تنظیمیں اور مراکز جلد ہی اپنے نامکمل ہونے اور متحد نہ ہونے کا احساس کریں گے۔ عبوری دور کا کوئی ایک مطالبہ بھی اس وقت تک پورا نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ بورژوا حکومت باقی رہے گی۔ بحران میں اضافے کے ساتھ ساتھ عوام کی بے چینی، جدوجہد اور دباؤ میں بھی اضافہ ہوگا۔ پسے ہوئے لوگوں کے نئے طبقے نئے مطالبات کے ساتھ سامنے آئیں گے۔ لاکھوں محنت کش ''چھوٹے آدمی'' جن کو اصلاح پسند کسی قابل نہیں جانتے وہ تنظیموں کے دروازے پر آن دستک دیں گے۔ بے روزگار تحریک میں شامل ہوتے جائیں گے۔ زرعی

مزدور، تباہ حال کسان، شہروں کے محروم اور پسے ہوئے طبقے، خواتین ورکر، گھریلو خواتین، دانشوروں کا محنت کش حصہ، سب لوگ متحد ہو کر قیادت کی تلاش کریں گے۔

مختلف مطالبات اور جدوجہد کی مختلف طریقوں کو ہم آہنگ کس طرح کیا جائے گا، بالخصوص اگر ایک شہر کے اندر ہی ایسا کرنا ہو؟ تاریخ اس کا جواب پہلے دے چکی ہے۔ سوویتوں کے ذریعے جدوجہد کرنے والے تمام گروپوں کے قائد متحد ہو سکیں گے۔ اس مقصد کے لئے ابھی تک کسی نے کوئی متبادل پیش رفت نہیں کی اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تنظیم ہو ہی نہیں سکتی۔ سوویتیں کسی پارٹی پروگرام کی محتاج نہیں ہوتیں، ان کے دروازے تمام استحصال زدہ لوگوں کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ ان دروازوں کے راستے وہ تمام نمائندے گزرتے ہیں جو جدوجہد کا حصہ ہوتے ہیں۔ تنظیم تحریک کے ساتھ ساتھ تنظیم نو کے عمل سے گزرتی رہتی ہے۔ جمہوری بنیاد پر ولتاری طبقے کا کوئی بھی حصہ قیادت حاصل کر سکتا ہے لہٰذا سوویت کا نعرہ عبوری مطالبات کے پروگرام کا تاج ہے۔

سوویتیں اسی وقت تشکیل دی جا سکتی ہیں جب عوام کی تحریک بالکل انقلابی رنگ اختیار کرے۔ اپنی تشکیل کے ساتھ ہی سوویت ایک ایسے مرکز کے طور پر جہاں لاکھوں محنت کش اکٹھے ہوتے ہیں مقامی انتظامیہ کی مخالفت کرتی ہے۔ اگر فیکٹری کمیٹی فیکٹری کے اندر دہری قوت قائم کرتی ہے تو سوویت ملک کے اندر یہ کام کرتی ہے۔

یہ دوہری قوت ہی عبوری دور کا نقطۂ عروج ہے۔ بورژوا اور پرولتاری دونوں کا اقتدار ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان دونوں کے درمیان چپقلش لازمی امر ہے۔ معاشرے کی قسمت کا انحصار اس چپقلش کے نتیجے پر ہوتا ہے۔ اگر انقلاب ناکام ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں بورژوا کی فاشسٹ آمریت آئے گی۔ اگر انقلاب کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں طاقت سوویتوں کے پاس آجائے گی یعنی پرولتاری آمریت قائم ہوگی اور ایک سوشلسٹ معاشرہ وجود میں آئے گا۔

پسماندہ ممالک اور عبوری پروگرام

غلام اور نیم غلام آزاد ممالک اپنی ماہیت کے اعتبار سے پسماندہ ممالک ہیں لیکن یہ پسماندہ ممالک اس دنیا کا حصہ ہیں جو سامراج کے زیر اثر ہے لہٰذا ان کی ترقی دہرے کردار کی حامل ہے۔ انتہائی پسماندہ اقتصادی پالیسیوں کو جدید سرمایہ داری کلچر اور تکنیک کا ٹانکہ لگایا جاتا ہے۔ یہی حال وہاں کی پرولتاری تحریک کا ہے۔ بورژوا جمہوریت اور قومی آزادی ایسی ثانوی چیزوں کے لئے جدوجہد کے ساتھ ساتھ عالمی سامراج کے خلاف سوشلسٹ جدوجہد جاری رہتی ہے۔ جمہوری نعرے، عبوری مطالبے اور سوشلسٹ انقلاب کے مسائل اس ساری جدوجہد میں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں۔ بلکہ یہ سب ایک ہی جگہ سے جنم لیتے ہیں۔ چینی پرولتاریہ ابھی ٹریڈ یونین کی تشکیل

بھی نہیں کر پایا تھا کہ اسے سوویتوں کی تشکیل کرنا پڑی۔ان حالات میں موجودہ پروگرام اور نیم آزاد ممالک کے پرولتاریہ کے لئے ہر طرح سے قابل عمل ہے کم از کم ان ممالک میں جہاں پرولتاریہ آزادانہ سیاست کر رہا ہے۔

غلام اور نیم غلام ممالک میں سب سے اہم کام ہے زرعی انقلاب یعنی جاگیرداری کا خاتمہ۔ دونوں کام ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ جمہوری پروگرام کو رد کرنا ناممکن ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ جدوجہد کے دوران عوام خود ہی اس سے آگے کی بات کریں گے۔قومی (یا آئین ساز) اسمبلی کا نعرہ چین یا بھارت کے لئے بہت موزوں ہے۔اس نعرے کو قومی آزادی یا زرعی انقلاب سے منسلک کر دیا جائے بنیادی اقدام کے طور پر مزدوروں کو اس جمہوری پروگرام سے مسلح کیا جائے۔صرف مزدور ہی کسانوں کو متحد کر سکتے ہیں اور انہیں اپنی طرف بلا سکتے ہیں۔انقلابی جمہوری پروگرام کی بنیاد پر مزدوروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ قومی بورژوازی کی مخالفت کریں بعد ازاں عوام کو متحرک کرنے کے بعد ایک خاص موقع پر (انقلابی جمہوریت کے نعرے کے تحت) سوویتیں تشکیل دی جائیں۔

ایک خاص دور میں سوویت کے کردار کا تعین خاص کر قومی اسمبلی سے سوویت کے تعلق کا تعین پرولتاریہ کے سیاسی شعور، مزدور کسان رابطے اور پرولتاری پارٹی کی پالیسیوں سے ہوگا، جلد یا بدیر، سوویتیں بورژوا اقتدار کا خاتمہ کر دیں گی۔صرف ان کے ذریعے ہی ایک جمہوری انقلاب آ سکتا ہے اور ایک سوشلسٹ انقلاب کے دور کا آغاز ہو سکتا ہے۔

پرولتاری جدوجہد میں انفرادی عبوری اور جمہوری مطالبات کے باہمی رابطے اور ان کے پیش کرنے کے انداز کا تعین اس ملک کے خاص حالات کریں گے اور کس حد تک یہ بات کہ وہ ملک کتنا پسماندہ ہے۔بہر حال پسماندہ ممالک میں انقلاب کی عمومی رجحانات کے تعین کے لئے نظریہ مستقل انقلاب (Permanent Revolution) کے فارمولے کو کس انداز میں سمجھا جائے۔ جو روس میں آنے والے انقلابات (1905ء، فروری 1917ء، اکتوبر 1917ء) سے سامنے آیا۔

کمنٹرن نے پسماندہ ممالک کو کلاسیک مثال دی ہے کہ ایک طاقتور اور بہترین انقلاب کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ 27-1925ء میں چین میں چلنے والی طوفانی تحریک کے دوران کمنٹرن قومی اسمبلی کے نعرہ کو بھی آگے بڑھانے میں ناکام رہی اور ساتھ ہی ساتھ اس نے سوویتوں کی تشکیل سے منع کر دیا (بورژوا پارٹی کومنتانگ، سٹالن کے منصوبے کے مطابق قومی اسمبلی اور سوویتوں کو replace کرنے ہی والی تھی) جب عوام کومنتانگ کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا چکے تو کمنٹرن نے کینٹون میں سوویت کے ایک نقلی ڈھانچے کی تشکیل کی۔کینٹون میں ہونے والی uprising کے نتیجے میں ہونے والے زوال کے بعد کمنٹرن نے گوریلا جنگ کا راستہ اپنایا اور صنعتی مزدور کو بالکل

نظر انداز کر دیا۔اس کے بعد چین جاپان جنگ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یک جنبش قلم کمنٹرن نے نہ صرف کسانوں کی سرخ فوج بلکہ نام نہاد کمیونسٹ پارٹی کو بھی کومنٹانگ یعنی بورژوازی کا ماتحت بنا دیا گیا۔یوں جمہوری غلاموں سے دوستی کی خاطر کمنٹرن نے نہ صرف عالمی مزدور انقلاب سے بغاوت کی بلکہ محکوم ممالک کی تحریک آزادی سے بھی بغاوت کی اور اسی cynism کا مظاہرہ کیا جس کا دوسری انٹرنیشنل نے کیا تھا۔پیپلز فرنٹ اور قومی دفاع کی سیاست کا مقصد یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں لوگوں کو جمہوری سامراج کی قربان گاہ پر قربان کر دیا جائے۔وہ پرچم جس پر غلام اور نیم آزادی ممالک کی آزادی کا نعرہ درج ہے وہ پرچم اب چوتھی انٹرنیشنل کے ہاتھوں میں ہے۔

فاشسٹ ممالک میں عبوری پروگرام

آج یہ بات احمقانہ لگتی ہے کہ کومنٹرن کے پالیسی سازوں نے ہٹلر کی جیت کو محض Thaelmann کی جیت کی جانب ایک قدم قرار دیا۔Thaelmann پچھلے پانچ سال سے ہٹلر کی جیل میں ہے۔مسولینی نے پچھلے سولہ سال سے اٹلی کو فاشزم کی زنجیر میں باندھ رکھا ہے۔اس سارے عرصے کے دوران دوسری اور تیسری انٹرنیشنل عوام کو متحرک کرنا تو درکنار کوئی ایسی ایک بھی غیر قانونی تنظیم تک نہیں بنا سکیں جس کا روس میں زار شاہی کے دور کی کسی پارٹی سے موازنہ کیا جا سکے۔

فاشسٹ نظریے (مسولینی نے تو سرے سے کوئی نظریہ دیا ہی نہیں) کی طاقت کے سامنے اس ناکامی کی کوئی وجہ ایسی نہیں جو بیان نہ کی جا سکے۔ہٹلر کے نظریے نے کبھی بھی مزدوروں کو متاثر نہیں کیا۔عوام کا وہ طبقہ جو فاشزم سے متاثر ہوا یعنی زیادہ تر درمیانی طبقہ۔یہ حقیقت کہ فاشزم کی مخالفت صرف کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچ ہی کر رہا ہے اس بات کی غمازی نہیں کہ فاشزم کے خون اور نسل کے بدحواس اور نیم حکیمانہ نظریہ میں کوئی جان ہے بلکہ یہ کمنٹرن،سوشل ڈیموکریسی اور ڈیموکریسی کے نظریہ کی ہولناک شکست کے مترادف ہے۔پیرس کمیون کی قتل و غارت کے بعد آٹھ سال تک زبردست ردعمل نے جنم لیا۔1905ء کے روسی انقلاب کی شکست کے بعد مظلوم عوام لمبے عرصے تک دبے رہے مگر ان دونوں صورتوں میں یہ عنصر محض جسمانی شکست جو کہ مختلف طاقتوں کے آپس میں تعلقات سے منسلک تھا تک محدود رہا۔روس میں یہ صورتحال ایک بالکل نئی پرولتاریہ کے ساتھ پیش آئی تھی، بالشویک حصہ نے تو ابھی اپنی تیسری سالگرہ بھی نہ منائی تھی۔

مگر جرمنی میں یہ بالکل مختلف صورتحال تھی جہاں قیادت،مضبوط پارٹیوں سے آئی تھی اور ایک پارٹی کو بنے ستر سال ہو گئے تھی اور دوسری کو 15 سال،یہ دونوں پارٹیاں جن کے پاس لاکھوں ووٹ تھے معرکے سے قبل ہی اخلاقی طور پر اپاہج ہو گئیں اور جنگ کے بغیر ہی انہوں نے شکست مان لی تھی۔تاریخ میں اسکے مساوی اور کوئی تباہی

نہیں ہوئی۔

جرمن پرولتاریہ نے جنگ میں دشمن کے ہاتھ شکست نہیں کھائی بلکہ یہ اس کی اپنی پارٹیوں کی بزدلی، کمینگی اور ناعاقبت اندیشی تھی جس نے اسے شکست سے دوچار کیا۔ لہٰذا اگر ان چیزوں میں پرولتاریہ کا اعتماد ختم ہوگیا جن میں وہ پچھلے تین نسلوں سے اعتماد رکھتے تھے تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں۔ ہٹلر کی فتح نے نتیجتاً مسولینی کو مظبوط کیا۔ جرمنی اور سپین میں انقلابی جدوجہد کی ناکامی کا سبب سوشل ڈیموکریسی اور کمنٹرن کی مجرمانہ سیاست ہے۔ غیر قانونی کام کو نہ صرف عوام کی ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ ترقی یافتہ طبقے کی شعوری حمایت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن کیا تاریخی طور پر دیوالیہ تنظیموں کو یہ حمایت مل سکتی ہے؟ ایسے قائدین کی اکثریت جو فرانسیسی شہنشاہ کے حمائیتی تارکین وطن لیڈر کے طور پر سامنے آئے ان کو منہ کی کھانی پڑی، یہ یا تو کریملن کے ایجنٹ ہوگئے یا جی پی یو (GPU) کے! یا پھر سابق سوشل ڈیموکریٹ وزیر سامنے آئے جنہیں یہ غلط فہمی ہوئی کہ عوام انہیں ان کا سابقہ عہدہ واپس دلا دیں گے۔ مگر کیا یہ ایک لمحے کے لئے بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کو مستقبل کے فاشسٹ مخالف انقلاب کا قائد تسلیم کرلیں گے؟

عالمی سطح پر ہونے والے واقعات اسٹرین مزدوروں کی شکست، انقلاب سپین کی شکست، سوویت روس کی زوال پذیری، جرمنی اور اٹلی میں ہونے والی انقلابی بغاوت کی حمایت نہیں بن سکتے تھے۔ چونکہ سیاسی معلومات کے لئے جرمن اور اطالوی مزدور بڑی حد تک ریڈیو پر انحصار کرتے ہیں لہٰذا یہ کہنا ممکن ہے کہ ماسکو ریڈیو آمرانہ ریاستوں میں مزدوروں کی حوصلہ شکنی کا ایک اہم سبب بنا رہا اور یوں سٹالن نے گوئبلز کے اسسٹنٹ کا کردار ادا کیا۔

ساتھ ہی ساتھ طبقاتی کشمکش کہ جس نے فاشزم کو فتح سے ہمکنار کیا وہ فاشزم کے دور میں بھی جاری ہے اور اس کے اثر کو کم کر رہی ہے۔ عوام جتنے بے چین اب ہیں کبھی بھی نہ تھے۔ ہزاروں قربانیاں دینے والے کارکن آج بھی انقلابی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایک نئی نسل کہ جس نے پرانی اقدار اور خوبصورت امیدوں کو بکھرتے ہوئے نہیں دیکھا اب وہ سامنے آچکی ہے۔ لامحالہ پرولتاری انقلاب آمرانہ مقبرے میں پل رہا ہے لیکن چنگاری کو شعلہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ ایک نیا پروگرام، ایک نیا اندازِ فکر اور ایک نیا پرچم پرولتاری قیادت کے پاس ہو۔

یہیں پر سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ فاشسٹ ممالک میں مزدوروں کے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ وہ کوئی نیا پروگرام اپنائیں۔ پروگرام کو تجربے کے بعد اپنایا جاتا ہے اور یہ عوامی حکومتوں میں تجربہ ہی ہے جس کی کمی آمرانہ ریاستوں میں نظر آرہی ہے بہت حد تک ممکن ہے کہ کسی جمہوری ملک میں حقیقی مزدور فتح فاشسٹ ملکوں میں انقلابی تحریک کو ہوا دے۔ کسی فوجی یا اقتصادی بحران کی صورت میں ایسے ہی کسی اثر کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اندریں حالات یہ اہم ہے کہ پراپیگنڈہ کا کام کیا جائے جو آئیندہ دوررس نتائج کا حامل نہ ہوگا۔

ایک بات تو بہر حال واضح ہے کہ ایک دفعہ ان فاشسٹ ممالک میں انقلابی لہر آ گئی تو یہ سب کچھ بہا کر لے جائے گی۔

یہی وہ نقطہ ہے جہاں پر آ کر چوتھی انٹرنیشنل اور دیوالیہ ہو جانے والی ان بوسیدہ پرانی پارٹیوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ پیپلز فرنٹ تمام تر ممکنہ پیپلز فرنٹ کی مکروہ ترین ورائٹی ہے۔ یہ اس ترقی پسندانہ بورژوازی سے اتحاد کا خواہش مند ہے جو اب پائی ہی نہیں جاتی اگر یہ کامیاب ہو جاتا ہے تو بھی یہ پرولتاریہ کے لئے شکستوں کا ایک سلسلہ لے کر آتا ہے۔ لہٰذا پیپلز فرنٹ کی تھیوری اور عمل کا بے باک تجزیہ فاشزم کے خلاف انقلابی جدوجہد کے لئے ضروری ہے۔

اس کا یہ مطلب ہرگز بھی نہیں ہے کہ چوتھی انٹرنیشنل عوام کو فاشزم کے خلاف متحرک کرنے والے جمہوری نعروں کو رد کرتی ہے۔ بلکہ بعض مواقع پر تو یہ نعرے بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن جمہوری فارمولے (آزاد پریس، یونین سازی کا حق وغیرہ) ہمارے نزدیک (آزادانہ پرولتاری جدوجہد میں) محض وقتی نعرے ہیں ہم پرولتاریہ کے گلے میں پڑی ہوئی جمہوری زنجیر کے قائل نہیں ہیں۔ سپین میں یوں بھی تحریک کا رنگ عوامی ہوتا ہے۔ جمہوری نعروں کو عبوری نعروں کی شکل دی جائیگی۔ فیکٹری کمیٹیوں سے امید کی جاتی ہے کہ وقت سے پہلے ہی نمودار ہوں گی اور ٹریڈ یونینوں کی تشکیل کریں گی اور (WEIMAR) میں آئین ساز اسمبلی کے بیٹھنے سے پہلے ہی جرمنی میں سوویتیں قائم ہو جائیں گی۔ یہی کچھ اٹلی اور دوسرے آمرانہ و نیم آمرانہ ممالک میں ہوگا۔

فاشزم نے ان ممالک کو سیاسی بربریت کا شکار بنا دیا ہے۔ لیکن ان ملکوں کا معاشرتی ڈھانچہ نہیں بدلا۔ فاشزم جاگیرداروں کا نہیں بلکہ فنانشل سرمائے کے ہاتھ میں آلہ ہے۔ انقلابی پروگرام کو طبقاتی بنیادوں کی جدلیات پر ترتیب دیا جائے۔ چوتھی انٹرنیشنل ان تمام سیاسی بہروپیوں کو نفرت کے ساتھ رد کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں سٹالنسٹ، کاتھولک، پروٹسٹنٹ، جرمن قوم پرست اور لبرل کا نقاب پہن کر سامنے آ جائیں۔

چوتھی انٹرنیشنل ہر جگہ اور ہمیشہ اپنے پرچم تلے نمودار ہوتی ہے۔ یہ فاشسٹ ممالک میں پرولتاریہ کے لئے ایک پروگرام پیش کرتی ہے۔ دنیا بھر کے ترقی یافتہ مزدور یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہٹلر، مسولینی اور ان کے ایجنٹوں سے نجات چوتھی انٹرنیشنل کی قیادت میں ہی حاصل ہو سکے گی۔

سوویت روس اور عبوری دور کے مسائل

اکتوبر انقلاب کے نتیجے میں سوویت یونین ایک مزدور ریاست کے طور پر ابھرا۔ ذرائع پیداوار پر ریاستی کنٹرول کے باعث جو کہ سوشلسٹ انقلاب کے لئے نہایت ضروری ہے، پیداواری قوتوں کا راستہ کھل گیا۔ مگر

ساتھ ہی ساتھ مزدور ریاست زوال کا شکار ہونے لگی۔ یہ مزدور کا ہتھیار بننے کی بجائے بیوروکریسی کے ہاتھ میں مزور کے خلاف تشدد کا ہتھیار بن گئی اور ملکی اقتصادیات کے خلاف ایک ہتھیار بن گئی۔ایک پسماندہ اور تنہا مزدور ریاست میں بیوروکریسی کے عملی طور پر چھا جانے سے سوشلزم کی پوری طرح نفی ہوگئی۔

سوویت روس اس وقت بدترین تضادات کا شکار ہے۔لیکن یہ اب بھی ایک زوال پذیر مزدور ریاست ہے یہی اس کا معاشرتی تجزیہ ہے۔

سیاسی حالات البتہ متبادل کردار کے حامل ہیں۔ یا تو یہ ہوگا کہ بیوروکریسی مزید طاقتور ہوتی جائے گی اور مزدور ریاست میں عالمی بورژوا کے چمچے کا کردار ادا کرتے ہوئے ایک دن سرمایہ داری کو واپس لے آئے گی یا پھر یہ ہوگا کہ محنت کش طبقہ بیوروکریسی کو کچل ڈالے گا اور سوشلزم کا راستہ کھول دے گا۔

چوتھی انٹرنیشنل کی شاخوں کے نزدیک ماسکو مقدمات نہ تو حیرت کا باعث ہیں اور نہ ہی یہ کریملن میں بیٹھے آمر کا پاگل پن! بلکہ یہ تو Thermidor کی جائز اولاد ہیں۔ یہ مقدمات سوویت بیوروکریسی میں پائے جانے والے تضادات کا نتیجہ ہیں اور یہ تضادات بیوروکریسی اور عوام اور عوام کے اندر پائے جانے والے تضادات کے عکاس ہیں۔مقدمات کی گھٹیا نوعیت سے ان تضادات کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان سابقہ سفارت کاروں جنہوں نے ماسکو جانے سے انکار کر دیا تھا۔عوام میں جو کچھ کہا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سوویت بیوروکریسی میں ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ سچے بالشویک (اگنیس ریس) سے لے کر فاشسٹ (ایف-بوٹنکو) تک! بیوروکریسی میں پائے جانے والے انقلابی عناصر جو کہ محض ایک اقلیت ہیں۔ پرولتاریہ کے سوشلسٹ مفاد کی عکاسی کرتے ہیں۔فاشسٹ جو کہ ردانقلاب قوتیں ہیں اور بلا روک ٹوک ان کی تعداد بڑھ رہی ہے، وہ عالمی سامراج کے مفاد کی عکاسی کرتے ہیں ان تضادات کی موجودگی میں برسر اقتدار طبقہ اسی صورت میں اپنے مفادات کا تحفظ کرسکتا ہے کہ وہ مغربی تہذیب (یعنی سرمایہ داری) کے نام پر نیشنلائزیشن اور اجتماعیت (Collectivization) اور بیرونی تجارت پر کنٹرول کو رد کر دے۔ان دو انتہاؤں کے بیچ بھی کچھ عناصر ہیں جن میں لبرل سوشل انقلابی اور منشویک شامل ہیں جو بورژوا جمہوریت کے حامل ہیں۔نام نہاد غیر طبقاتی معاشرے میں بلاشبہ بیوروکریسی کی طرح گروہ بندی موجود ہے البتہ وہ اتنی واضح نہیں ہے۔آبادی کا ایک اقلیتی حصہ جس کا تعلق فارمز سے ہونے والی آمدنی سے ہے، وہ سرمایہ داری رجحانات کا شعوری اظہار ہے۔یہ طبقہ ہی پیٹی بورژوا کا کردار ادا کررہا ہے اور بیوروکریسی اس طبقے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

بڑھتے ہوئے تضادات میں اس نظام کے سر پر Thermidorian کی بادشاہت جو سٹالنسٹ بادشاہت بن چکی ہے ظلم وستم کی مدد سے حکمران ہے۔حال ہی میں بننے والے مقدمات کا مقصد بائیں بازو کو ختم

کرنا تھا۔ دائیں اپوزیشن کے لیڈروں کو گھیرنے کا مقصد بھی یہی تھا کیونکہ بیوروکریسی کے نزدیک پرانی بالشویک پارٹی کی دائیں اپوزیشن بھی خطرناک ہے۔ موجودہ بونا پارٹسٹ حکمران طبقہ جو بوٹنکو ایسے دائیں بازو کے لوگوں کی حمایت رکھتا ہے اس کے نزدیک ہر اس پرانے بالشویک کو ختم کرنا ضروری ہے جو انقلاب کی روایات کو زندہ کرسکتا ہے۔

مغرب کے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ جو کل تک ماسکو مقدمات کو کھوٹے سونے کے طور پر پرکھ رہے تھے آج وہ کہہ رہے ہیں کہ ''روس میں نہ تو ٹراٹسکی ازم پایا جاتا ہے نہ ہی ٹراٹسکائیٹ پائے جاتے ہیں۔'' وہ یہ بات بتانے سے قاصر ہیں کہ ان کا سارا زور اسی خطرے سے نپٹنے کے لئے کیوں صرف کیا جاتا ہے؟ اگر ٹراٹسکی ازم کو ایک پروگرام یا ایک تنظیم کے طور پر لیا جائے تو بلاشبہ سوویت روس میں یہ بہت کمزور ہے لیکن اگر اس کی بے پایاں قوت کا اندازہ کرنا ہو تو وہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ یہ نہ صرف انقلابی روایات کا اظہار ہے بلکہ روسی محنت کشوں کی حقیقی اپوزیشن ہے۔ کریملن کے حکمرانوں کے نزدیک ٹراٹسکی ازم اس نفرت کا نام ہے جو محنت کشوں کے دلوں میں بیوروکریسی کے خلاف پائی جاتی ہے۔ انہیں اس مضبوط رشتے سے خطرہ ہے جو مزدوروں کے غم و غصے اور چوتھی انٹرنیشنل کے بیچ پایا جاتا ہے۔

پرانے بالشویکوں اور درمیانی، نوجوان نسل کے نمائندوں کو ختم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سیاسی توازن کو بیوروکریسی کے حق میں کیا جائے۔ آنے والے دور میں یہ لوگ یعنی دائیں بازو والے سوویت روس کے سوشلسٹ کردار پر مزید حملے کریں گے اور اسے فاشسٹ بنانے کے لئے اس کو ''مغربی تہذیب'' کا رنگ دیں گے۔

ان حالات میں سوویت روس کے دفاع کا سوال بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ اگر کل کو بورژوا فاشسٹ روپ یعنی بوٹنکوں کا گروپ اقتدار پر قبضے کی کوشش کرتا ہے تو ریس (REISS) کا گروپ اس کی مخالفت کرے گا۔ ہوسکتا ہے اس حالت میں اسے سٹالن کا ساتھ دینا پڑے۔ مگر ان حالات میں وہ بونا پارٹسٹ گروہ کی نہیں بلکہ سوویت روس کی معاشرتی بنیادوں کی حمایت کر رہا ہوگا یعنی اس دولت کی حفاظت کر رہا ہوگا جو سرمایہ داروں سے چھین کر ریاست کے حوالے کردی گئی ہے۔ اگر بوٹنکو کا گروپ ہٹلر کی حمایت کرتا ہے تو Reiss کا گروپ سوویت روس کی حفاظت کے لئے لڑے گا نہ صرف ملک کے اندر بلکہ عالمی سطح پر۔ کوئی بھی اور راستہ غداری کا ہوگا۔

البتہ یہ بات ابھی قبل از وقت ہے کہ بیوروکریسی کے Thermidorian حلقے کے ساتھ ردانقلاب سرمایہ داروں کے خلاف متحدہ فرنٹ بنانے کا امکان پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔

ابھی تو بہرحال اہم ترین کام اسی بیوروکریٹک حلقے کے اقتدار کو ختم کرنا ہے۔ اس کے اقتدار کا ہر دن سوشلسٹ اقتصادی بنیادوں کو نقصان پہنچا رہا ہے اور سرمایہ داری کی واپسی کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ یہ ہے وہ راستہ

جس پر کمنٹرن اور سٹالنسٹ چل رہے ہیں اور اسی راستے پر چل کر انہوں نے انقلاب سپین کو ختم کیا تھا اور عالمی سطح پر پرولتاریہ کو نقصان پہنچایا تھا۔

فاشسٹ ملکوں کی طرح بیوروکریسی کی طاقت کا راز یہ ہے کہ عوام کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے اور وہ مایوس ہیں۔ فاشسٹ ملکوں کی طرح سٹالن کا سیاسی طور طریقہ ان سے مختلف نہیں۔ سوویت روس میں بھی پراپیگنڈہ کا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ فاشسٹ ملکوں کی طرح سوویت روس میں بھی مزدوروں کے انقلابی ابھار کے لئے ضروری ہے کہ ملک سے باہر کے واقعات انہیں ترغیب دیں۔ سٹالنسٹ آمریت کے خلاف عالمی سطح پر سب سے ضروری یہ ہے کہ کمنٹرن کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ ایسے کئی شواہد موجود ہیں کہ کمنٹرن جس کی جی پی یو(GPU) میں براہ راست جڑیں نہیں ہیں زوال کے ساتھ ہی بونا پارٹسٹ حکمران طبقے اور Thermidorian بیوروکریسی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

سوویت روس میں تازہ انقلابی بغاوت بلاشبہ معاشرتی ناہمواری اور سیاسی جبر کے خلاف ہوگی۔

بیوروکریسی کی مراعات مردہ باد!

ستاخنوازم مردہ باد!

سوویت اشرافیہ اور اس کے کل پرزے مردہ باد!

ہر طرح کے مزدوروں کے لئے زیادہ سے زیادہ برابری کی بنیاد پر تنخواہ! ٹریڈ یونین کی آزادی، فیکٹری کمیٹیوں، اسمبلی کا حق اور آزاد پریس کی جدوجہد ایک مرتبہ پھر سوویت جمہوریت کو زندہ کردے گی۔

بیوروکریسی نے ہٹلر گوئبلز کے انداز میں سوویتوں کی جگہ لے لی ہے جو کہ طبقاتی نمائندہ تھیں۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ سوویتوں کو نہ صرف ان کی جمہوری شکل دوبارہ عطا کی جائے بلکہ ان کے طبقاتی کردار کو بھی پھر سے اجاگر کیا جائے جس طرح ایک زمانے میں بورژوازی اور کولاکس (Kulaks) کو سوویت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اسی طرح اب بیوروکریسی اور نئی ارسٹوکریسی کو سوویتوں سے نکالا جائے۔ سوویتوں میں صرف اور صرف مزدوروں، محنت کشوں، کسانوں اور سرخ فوج کے سپاہیوں کے نمائندوں کی گنجائش ہے۔

سوویتوں کو اس وقت تک جمہوری نہیں بنایا جا سکتا جب تک کہ سوویت کی پارٹیوں کو قانونی شکل نہ ملے۔ یہ حق مزدوروں اور کسانوں کے پاس ہونا چاہئے کہ وہ کس پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں اور کون سی پارٹی سوویت کی پارٹی ہونی چاہئے۔ پیدا کرنے والے اور گاہکوں کے مفاد میں منصوبہ بند اقتصادی نظام کو دوبارہ منظم کیا جائے! پیداوار پر فیکٹری کمیٹیوں کے کنٹرول کو بحال کیا جائے۔ چیزوں کی قیمتوں پر اختیار صارفین کی کوآپریٹو کو ہونا چاہئے۔

فارموں پر کام کرنے والے مزدوروں کے مفادات کو سامنے رکھ کر ان کی مرضی سے فارموں کو دوبارہ منظم

کیا جائے!

بیوروکریٹس کی رجعت پسندانہ عالمی پالیسی کی بجائے پرولتاری انٹرنیشنل ازم کی پالیسی لاگو کی جائے۔کریملن کی تمام سفارت کارانہ کاروائیاں عوام کے سامنے پیش کی جائیں۔خفیہ سفارت کاری مردہ باد!

بیوروکریسی کی طرف سے چلائے جانے والے سیاسی مقدمات کھلے عام اور کھلے ماحول میں انصاف کی فضا میں چلائے جائیں۔صرف اور صرف پسے ہوئے عوام کی انقلابی بغاوت ہی سوویت اقتدار بحال کرسکتی ہے اور سوشلزم کو آگے بڑھا سکتی ہے۔صرف ایک ہی پارٹی ہے جو سوویت عوام کی رہنمائی کرسکتی ہے اور وہ ہے چوتھی انٹرنیشنل۔

سٹالن کا بیوروکریٹک گروہ مردہ باد!

سوویت جمہوریت زندہ باد!

عالمی سوشلسٹ انقلاب زندہ باد!

موقع پرستی اور غیر اصولی ترمیم پسندی کے خلاف

فرانس میں لیون بلم (BLUM) کی پارٹی کی سیاست سے نظر آتا ہے کہ اصلاح پسند تاریخ کے سب سے افسوسناک اسباق سے بھی کچھ سیکھنے کے قابل نہیں۔فرانس کی سوشل ڈیموکریسی بھی جرمن سوشل ڈیموکریسی کی اندھی تقلید کررہی ہے۔اور اسی کے انجام کو جا پہنچے گی۔چند دہائیوں کے درمیان ہی دوسری انٹرنیشنل نے خود کو بورژوا جمہوری حکومتوں کے ساتھ منسلک کرلیا۔اس کا حصہ بن گیا اور اسی کے ساتھ گل سڑ رہا ہے۔تیسری انٹرنیشنل نے اصلاح پسندی کے راستے پر اسی وقت چلنا شروع کیا جب پرولتاریت انقلاب تیار کھڑا ہے۔کمنٹرن کی سپین میں اور آج چین میں پالیسی--پالیسی جو قومی اور جمہوری حکومتوں کے آگے بے غیرتی کے ساتھ خوشامد والی پالیسی ہے۔اس سے نظر آتا ہے کہ کمنٹرن بھی مزید سیکھنے کے قابل نہیں رہی وہ بیوروکریسی جو کہ سوویت یونین کی رجعت پسند طاقت بن چکی ہے وہ اب عالمی سطح پر انقلابی کردار ادا نہیں کرسکتی۔

انارکو سنڈیکلزم عمومی طور پر اسی ارتقائی عمل سے گزر چکی ہے۔فرانس میں لیون جوہاکس کی سنڈیکلسٹ بیوروکریسی محنت کش طبقہ میں طویل عرصہ سے بورژوازی کی گماشتگی کا کردار ادا کررہی ہے۔سپین میں انارکو سنڈیکلزم اپنے ظاہری انقلاب سے منہ پھیر چکی ہے اور اب بورژوا جمہوریت کا پانچواں پاوا بنی ہوئی ہے۔لندن بیورو کے اردگرد جمع ہونے والی درمیانی اور سنٹرسٹ تنظیمیں کومنٹرن اور سوشل ڈیموکریسی کا محض ایک اضافی بایاں بازو ہے۔جو کسی بھی سیاسی صورت حال کا سیاق وسباق نکالنے سے قاصر ہے اور اس سے کسی انقلابی نتیجہ پر

پہنچنے سے محروم ہے۔

ان تنظیموں کا سب سے اعلیٰ اظہار سپین کی (Ponum) تھی جو انقلابی حالات میں ایک انقلابی لائن کو چلانے میں مکمل طور پر نااہل ثابت ہوئی۔

ایک طویل عرصہ میں عالمی پرولتاریت کی افسوسناک شکستوں کی وجہ سے سرکاری تنظیمیں پہلے سے زیادہ رجعت پسند ہو چکی ہیں اور اس نے ''نئے راستوں'' کی تلاش میں اپنے مایوس پٹی بورژوازی انقلابیوں کو بھیجنا شروع کر دیا ہے۔ ایک زوال پذیری اور ردعمل کے دور میں ہمیشہ کی طرح ہر انقلابی خیالات کی تمام اطراف کو تبدیل کرنے کے متمنی نیم حکیم اور جعلی پیر برساتی مینڈکوں کی طرح باہر آ جاتے ہیں جو ماضی کے تلخ تجربات سے کچھ سیکھنے کے بجائے منطقی انجام کی نفی کرتے ہیں۔ ان سے چند مارکسزم میں تضادات کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے فرسودہ اور غیر سائنسی نظریات کی تائید کے لئے استعمال کرتے ہیں اور دوسرے بالشوزم کے زوال کا مژدہ سناتے ہوئے بلواسطہ طور پر اپنے فلسفے کی توثیق کرتے ہیں۔

ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو انقلابی نظریہ سے انحراف کرنے والوں کی کوتاہیوں، زیادتیوں اور جرائم کا ذمہ دار انقلابی نظریہ کو ٹھہراتے ہیں۔

دوسرے جو دوائی کی لعنت ملامت کرتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں یہ فوری اور معجزاتی علاج کی حمائت نہیں کرتی۔ اس سے زیادہ دیدہ دلیری یہ ہے کہ وہ اکثیر اعظم کی دریافت کا جھانسہ دیتے ہوئے طبقاتی جدوجہد کو روک دینے کی تجویز دیتے ہیں اور ''نئی اخلاقیات'' کے بہت سے پیغمبر مزدور تحریک کو ابھارنے کے لئے اخلاقی ہومیوپیتھی کی مدد چاہتے ہیں۔ ان پیغمبروں کی ایک اکثریت میدان جنگ پہنچنے سے پہلے ہی اخلاقاً اپاہج ہو چکی ہے۔ لہٰذا جدید طریقوں کے جس پرانا نسخہ کو بہت پہلے کہیں دفن کر دیا گیا تھا پرولتاریوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔

- چوتھی انٹرنیشنل غیر مصالحانہ جنگ کا آغاز کرتی ہے
- دوسری، تیسری اور ایمسٹرڈیم انٹرنیشنل کی بیوروکریسی کیخلاف
- اصلاحات کے بغیر اصلاح پسندوں کے خلاف
- GPU سے متحدہ محاذ بنانے والے سوشل ڈیموکریٹس کے خلاف
- امن کے بغیر امن چاہنے والوں کے خلاف!
- بورژوازی کی خدمت کرنے والے انارکسٹوں کے خلاف!
- ایسے ''انقلابیوں'' کے خلاف جو انقلاب کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔

یہ تمام تنظیمیں مستقبل کے وعدوں کے لئے نہیں بلکہ ماضی کی گلی سڑی نشانیاں ہیں۔

جنگ اور انقلاب کا دورانیہ سب کو نیست و نابود کر دے گا۔

چوتھی انٹرنیشنل نہ تو اکثیر اعظم کے تلاش میں ہے نہ ہی اس کو ایجاد کرنے کے لئے سرگرداں ہے۔ یہ مکمل طور پر اپنے اس نظریہ پر قائم ہے کہ مارکسزم وہ واحد انقلابی فلسفہ ہے جو حقیقت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ وجوہات کو آشکار کرتا ہے۔ جو شکست کا موجب بنتی ہیں اور شعوری طور پر محنت کش طور پر محنت کش طبقہ کو فتح کے لئے تیار کر رہا ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل بالشوزم کی روایات کو آگے بڑھانے کی دعویدار ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل نیم حکیموں، تعویز دھاگے والوں اور نام نہاد اخلاقی استادوں کو بہالے جائے گی۔

استحصال زدہ معاشرہ میں اعلیٰ ترین اخلاقیات ایک سماجی انقلاب ہے۔ تمام ایسے طریقہ کار اچھے ہیں جو محنت کشوں میں طبقاتی جدوجہد بڑھاتے ہیں۔ ان کی اپنی طاقت میں اعتماد بڑھاتے ہیں۔ اور جدوجہد میں ذاتی قربانی کے لئے تیار کراتے ہیں۔ ناپسندیدہ طریقہ کار وہ ہیں جو ڈر کو پھیلاتے ہیں، جو استحصال زدہ کو استحصال کرنے والوں کے آگے جھکنا سکھاتے ہوں، ان کی احتجاج کی روح کو زخمی کرتے ہوں، جو عوام کی خواہشوں کا متبادل بنتے ہوں، جو حقیقت اور بڑھک بازی کا تجزیہ کرنے کے بجائے زبردستی کرتے ہوں، یہی وجہ ہے کہ سوشل ڈیموکریسی جو مارکسزم کی طوائف الملو کی ہے اور سٹالنزم جو بالشوزم کا اینٹی تھیسز ہے، دونوں پرولتارین انقلاب اور اس کی اخلاقیات کے دشمن ہیں، حقیقت کا چاروں اطراف سے مقابلہ کرنا، کم مزاحمت کا راستہ اختیار نہ کرنا، چیزوں کو ان کے اصلی نام سے پکارنا، عوام میں سچ کہنا، چاہے کتنا ہی تلخ کیوں نہ ہو، رکاوٹوں سے نہ ڈرنا، بڑی باتوں کی طرح چھوٹی باتوں میں بھی سچ کہنا، طبقاتی جدوجہد کی منطق پر تیار کردہ پروگرام پر انحصار کرنا، ایکشن کے لمحات میں کھل کر بولنا! یہ ہیں چوتھی انٹرنیشنل کے قواعد وضوابط۔ اس نے دکھایا ہے کہ یہ ندی کے بہاؤ کے خلاف تیر سکتی ہے، آنے والی تاریخی لہریں اسے چوٹی تک پہنچا دیں گی۔

فرقہ پرستی کے خلاف

پرولتاریہ کی روایتی پارٹیوں کے دھوکوں کے بعد چوتھی انٹرنیشنل میں فرقہ واریت اور گروہ بندی کی کچھ علامات ظاہر ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ عبوری مطالبات اور ثانوی مطالبات کے لئے جدوجہد سے انکار ہے۔ یعنی موجودہ دور میں محنت کش طبقے کی بنیادی ضرورتوں کے لئے جدوجہد سے انکار فرقہ پرستوں کے نزدیک انقلاب کے لئے تیاری کا مطلب ہے سوشلزم کی بالادستی قبول کرنا۔ وہ ٹریڈ یونینوں یعنی لاکھوں لوگوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ لوگ طبقاتی جدوجہد کے حقیقی حالات سے باہر رہ کر زندہ رہ سکتے ہیں۔ وہ اصلاح پسند جماعتوں کے اندر ہونے والی جدوجہد سے بھی الگ تھلگ رہتے ہیں۔ گویا وہ لوگوں کی روزمرہ کی مشکلات سے الگ تھلگ

رہ کر بھی عوام کا اعتماد جیت لیں گے۔ وہ بورژوا جمہوریت اور فاشزم کے فرق کو بھی واضح نہیں کرتے گویا عوام خود ہی ان کا فرق سمجھ لیں گے۔

فرقہ پرست صرف دو رنگوں میں فرق کرتے ہیں-- سیاہ اور سفید-- وہ سپین میں لڑنے والے گروہوں میں فرق واضح نہیں کرتے کیونکہ وہاں دونوں گروہوں کا کردار بورژوانہ ہے۔ اس وجہ سے وہ جاپان اور چین کے درمیان ہونے والی جنگ میں غیر جانبدار رہنا چاہتے ہیں۔ وہ سوویت روس اور سامراجی ممالک میں فرق بھی واضح نہیں کرتے اور سوویت روس کی بیوروکریسی کی رجعت پسندانہ پالیسیوں کی وجہ سے وہ اکتوبر انقلاب کے نتیجے میں ملکیت کے نئے نظام پر سامراجی ممالک کے حملے کو روکنا ضروری نہیں سمجھتے۔

عوام سے رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ عوام کو ہی غیر انقلابی ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ یہ نااہل سیاست دان عبوری مطالبات کے پل کے قائل نہیں کیونکہ یہ دوسرے کنارے پر جانا ہی نہیں چاہتے۔ اپنی دنیا میں مست وہ اپنے ہی جھوٹے سچے خیالات میں مگن ہیں۔ ان کے نزدیک سیاسی حالات کا مقصد ہے کہ ان حالات کا تجزیہ کر دیا جائے وہ عمل کے قائل نہیں ہیں۔ یہ فرقہ پرست جیسا کہ عمومی خیال پرست قدم قدم حقیقت سے شکست کھاتے ہیں۔ یہ لوگ رجعت پسند ہیں۔ ہر وقت حکومت اور طریقہ کار کی شکایت کریں گے اور سارا وقت سازشوں میں مصروف رہیں گے جبکہ اپنے اپنے حلقوں میں وہ خود آمر ہوں گے۔ فرقہ پرستی کی سیاسی مایوسی موقع پرستی کو ہوا دیتی ہے اور انقلابی جدوجہد سے روکتی ہے اور عملی سیاست میں فرقہ پرستوں نے ہمیشہ موقع پرستوں کا ساتھ دیا اور مارکسزم کے خلاف جدوجہد کا حصہ بنے۔

چوتھی انٹرنیشنل سے بہت سارے فرقہ پرست گروپوں نے جنم لیا جو اپنی آزاد حیثیت رکھتے ہیں اور بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر ان کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔ بالشویک لیننسٹ ان سے چپ چاپ علیحدگی کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن فرقہ واریت کے سائے ہمارے سیکشنوں میں بھی پائے جاتے ہیں جو کہ انفرادی سیکشن کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کو ایک دن بھی مزید برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ٹریڈ یونین سے متعلق درست حکمت عملی چوتھی انٹرنیشنل سے وابستہ رہنے کے لئے بنیادی شرط ہے۔

وہ شخص جو عوام سے رابطہ نہیں کرتا وہ فائٹر نہیں بلکہ پارٹی کے لئے مردہ بوجھ ہے۔ پروگرام کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ اسے کلبوں میں زیر بحث لایا جائے بلکہ اس کا مقصد ہوتا ہے عوام کو انقلابی جدوجہد کے لئے تیار کرنا۔ چوتھی انٹرنیشنل کو فرقہ پرستوں سے پاک کرنا انقلابی جدوجہد کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔

خواتین سے رابطہ کرو!

نوجوانوں سے رابطہ کرو!

سپین میں انقلاب کی شکست، جس کی وجہ وہاں کی قیادت تھی۔ فرانس میں پیپلز فرنٹ کا دیوالیہ پن اور ماسکو میں عدالتی ناانصافیاں، یہ وہ تین عناصر ہیں جنہوں نے نہ صرف کمنٹرن بلکہ اس کے حمایتیوں یعنی سوشل ڈیموکریٹس اور انارکو سنڈیکلسٹ کو بھی سخت مایوس کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان تنظیموں کے ارکان فوراً چوتھی انٹرنیشنل میں شامل ہو جائیں گے۔ وہ پرانی نسل کہ جس کو سخت ہزیمت اٹھانا پڑی ہے وہ بڑی تعداد میں اسے چھوڑ دیں گے۔ چوتھی انٹرنیشنل مایوس بیوروکریٹوں، بیمار انقلابیوں اور موقع پرستوں کی پناہ گاہ نہیں ہے۔ پرانی تنظیموں میں موجود پیٹی بورژوا کے بارے میں حفاظتی اقدامات کئے جائیں گے۔ ایسے لوگ جو ورکر نہیں تھے بلکہ پارٹی عہدیدار تھے انہیں تین سال تک کوئی عہدہ نہیں دیا جائے گا۔ کیریئرازم کے لئے چوتھی انٹرنیشنل میں کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ وہ لوگ جو تحریک میں حصہ لینا چاہتے ہیں صرف وہی لوگ ہمارے ساتھی کہلائیں گے۔ ہمارے دروازے ایسے لوگوں کے لئے بالکل کھلے ہیں۔ ایسے کارکن جو ذرا آگے نکل گئے تھے وہ یقیناً مایوس نہیں ہیں بلکہ وہ ساتھ دینے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ جب کوئی پروگرام یا تنظیم دم توڑ دیتی ہے تو اسے چلانے والی نسل بھی دم توڑ دیتی ہے۔ تحریک کو نوجوان نسل زندہ کرتی ہے جو ماضی کی ذمہ دار نہیں ہوتی۔ چوتھی انٹرنیشنل پرولتاریہ کی نوجوان نسل کو خاص اہمیت دیتی ہے اس کی تمام پالیسیوں کا مقصد نوجوانوں کو متوجہ کرنا ہے۔ صرف اور صرف نوجوانوں کا جوش و جذبہ ہی جدوجہد کی ابتدائی کامیابی کی ضمانت دے سکتا ہے اور یہ کامیابی ہی پرانی نسل کے افراد کو تحریک کا حصہ بنا سکتی ہے۔ پہلے بھی یہی ہوا تھا اور اب بھی یہی ہوگا۔

موقع پرست تنظیمیں مزدوروں کی اوپری سطح تک کام کرتی ہیں اور نوجوانوں اور خواتین کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ سرمایہ داری سب سے زیادہ خواتین کو چاہے وہ کام کرتی ہوں یا گھر پر رہتی ہوں، متاثر کرتی ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل کے سیکشنوں کو چاہئے کہ وہ محنت کشوں کے سب سے زیادہ استحصال زدہ طبقے یعنی خواتین ورکروں میں اپنی حمایت تلاش کرے۔ یعنی انہیں قربانی کا بے غرض جذبہ ملے گا۔

بیوروکریسی اور کیریئرازم مردہ باد! نوجوانو سے رابطہ کرو،

خواتین سے رابطہ کرو،

چوتھی انٹرنیشنل کا یہی نعرہ ہے۔

چوتھی انٹرنیشنل کی جڑیں

شکی لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا چوتھی انٹرنیشنل بنانے کا وقت آ گیا ہے؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مصنوعی طریقے سے انٹرنیشنل بنانا ناممکن ہے اور یہ کہ انٹرنیشنل بڑے بڑے عالمی واقعات کے نتیجے میں جنم لے سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان

تمام اعتراضات سے یہی نظر آتا ہے کہ یہ شکی لوگ انٹرنیشنل کے کسی کام کے نہیں بلکہ یہ لوگ سرے سے ہی کسی کام کے نہیں۔

چوتھی انٹرنیشنل نے بڑے واقعات سے ہی جنم لیا ہے۔ پرولتاریہ کی تاریخ میں عظیم شکست، اس شکست کی وجوہات پرانی قیادت کی نااہلیت میں تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ طبقاتی جدوجہد کسی اور رکاوٹ کو برداشت نہیں کرسکتی۔ تیسری انٹرنیشنل بھی دوسری انٹرنیشنل کی طرح مردہ ہوچکی ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل زندہ باد! لیکن کیا اس کے بنانے کا وقت آگیا ہے۔ شکی لوگ شور مچارہے ہیں، ہمارا جواب یہ ہے کہ چوتھی انٹرنیشنل کے اعلان کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ موجود ہے اور جدوجہد کر رہی ہے۔ کیا یہ کمزور ہے ہاں اس کے ارکان تھوڑے ہیں کیونکہ یہ ابھی بالکل نئی ہے۔ یہ ارکان ابھی لیڈر نہیں بنے۔ یہی لوگ مستقبل میں کام آئیں گے اگر اس وقت کوئی حقیقی لیڈر موجود ہے تو دنیا بھر میں وہ یہی لوگ ہیں۔ اگر ہماری انٹرنیشنل کی ممبرشپ کم ہے تو اس لحاظ سے یہ کمزور ہوسکتی ہے۔ لیکن اپنے نظریے، پروگرام، روایات اور اپنے اندر کے جذبے کے اعتبار سے یہ بہت مضبوط ہے۔ جو شخص آج یہ بات تسلیم نہیں کرتا وہ نہ کرے، آنے والا وقت سب واضح کر دے گا۔ آج چوتھی انٹرنیشنل کو سٹالنسٹوں، سوشل ڈیموکریٹوں اور فاشسٹوں کی مخالفت کا سامنا ہے۔ اس میں پیپلز فرنٹ کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ بورژوازی کی تمام کاسہ لیس تنظیموں کے خلاف برسرپیکار ہے۔ اس کا مقصد ہے سوشلزم اور اس کا کام سرمایہ داری کا خاتمہ! اس کا طریقہ کار ہے پرولتاری انقلاب۔

اندرونی جمہوریت کے بغیر کوئی انقلابی تعلیم نہیں دی جاسکتی اور بغیر ڈسپلن کے کوئی انقلابی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا، چوتھی انٹرنیشنل کا اندرونی ڈھانچہ مرکزی جمہوریت پر مبنی ہوگا۔ بحث کی مکمل آزادی! عمل میں مکمل ہم آہنگی۔ انسانی تہذیب کا موجودہ بحران درحقیقت پرولتاری قیادت کا بحران ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل میں موجود ترقی پسند محنت کش اپنے طبقے کو اس بحران سے نکلنے کا راستہ دکھا رہے ہیں۔ ان کے پاس ایسا پروگرام موجود ہے جو دنیا بھر کے محکوموں کو آزادی کا پیغام دیتا ہے اور اس پروگرام کی بنیاد پرولتاریہ کا عالمی تجربہ ہے۔ ان کا جھنڈا بے داغ ہے۔

مزدورو! دنیا بھر کے خواتین وحضرات! چوتھی انٹرنیشنل کے جھنڈے تلے جمع ہوجاؤ! یہ تمہاری فتح کا نشان ہے!

اس کتاب کو آدم پال نے marxists.org\urdu کے لئے کمپوز کیا۔

☆☆☆☆

پڑھنے والوں سے

marxists.org کا اردو سیکشن آپ کا بہت شکر گزار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے مواد اور اس کے ترجمے کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

اپنی رائے کے لئے درج ذیل پتے پر ای میل کریں:

hasan.marxists.org

اس کے علاوہ اگر آپ اردو یا کسی اور زبان کے سیکشن کے لئے اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر پیش کرنا چاہیں تو انسانی علمی ترقی میں آپ کا حصہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔